

ہر ماہ کی یکم ۱۹۳۵ء کو شائع ہوتا ہے

مجلس کتبہ حزب الانصار بحیرہ و ادارہ عالیہ محمدیہ کا ترجمان

چند سالہ (۲۰) (غریبوں سے دینے والے)

پندرہ ماہ ہر ماہ
جمیدہ

مسلم

مدیر مسئول: شیخ عبدالغنی
مدیر اعزازی: محمد یونس قاسمی



جلد ۱۱

بحیرہ پنجاب یکم و ۶ اکتوبر ۱۹۳۵ء مطابق ۲۶ رجب و ۱۲ شعبان ۱۳۵۹ھ

نمبر ۳۳

اللہ کے دین کی مدد کرو! زکوٰۃ و صدقات کا صحیح مصرف

زکوٰۃ اسلام کے اہم ارکان میں سے ہے۔ ہر صاحب نصاب مسلمان کا فرض ہے کہ اس اہم فریضہ سے سبکدوش ہو۔ ماہ رجب شعبان و رمضان میں مسلمان اپنے احوال کا حساب کر کے زکوٰۃ ادا کیا کرتے ہیں۔ زکوٰۃ ادا کرتے وقت اس امر کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ زکوٰۃ کا روپیہ اسلام کی بہتری و سر بلندی اور تعلیم اسلام کے بقا کیلئے صرف ہو۔ دور حاضر میں اسلامی سلطنت کے زوال کے بعد بیت المال نہ ہونے کی وجہ سے مدارس عربیہ نہایت ہی کم ہوتے ہیں۔ ان حالات میں مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان اعلیٰ تعلیم کا سلسلہ قائم رکھنے کے لئے مدارس عربیہ کی مالی امداد کریں۔ علمائے کرام کے فائدے کے مطابق زکوٰۃ و صدقات کا بہترین مصرف طالبان علوم و دینیہ ہو سکتے ہیں۔ لہذا جلد معاہدین و ارباب کرم کی خدمت میں درخواست ہے کہ زکوٰۃ دیتے وقت حزب الانصار کے قائم کردہ مدارس کو فراہم فرمائیں۔ ایسے بہت سے حضرات بھی ہیں جو "نشیئ الاسلام" کے مطالعہ کے شائق ہیں لیکن وہ غربت کی وجہ سے اس کا سالانہ چندہ ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ اگر ان حضرات کو نام یا اپنے نام کے غیر مستطیع مگر تبلیغی جذبہ رکھنے والے مسلمانوں کے نام زکوٰۃ خزانہ "نشیئ الاسلام" ایک ایک سال کیلئے جاری کر دیا جائے تو اس صورت میں زکوٰۃ بھی ادا ہو جائیگی اور دین کی تبلیغ بھی اس طریق پر ہوگی۔ امید ہے کہ ارباب دولت و ثروت مسلمان حضرات اس اپیل پر توجہ فرما کر عند اللہ ماجرا و عند الناس مشکور ہو گئے۔

بہتمام خلد و احمد شوقی ایڈیٹر پرنٹر پبلشر سنہ ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۹۳۵ء میں دہلی میں شائع ہوا۔

سرمزم و بنرم

ملاحظہ

مجلس مرکز حزب الانصار و فوج محمدی کی کانگڑی

سے تعطیلات کا آغاز ہو چکا ہے۔

تبلیغ اسلام

حزب الانصار کے مبلغین میں سے مولوی

منیر شاہ صاحب نے ماہ اگست کے آخر میں

ضلع شاہ پور کے گیارہ مواضعات کا دورہ فرمایا۔ مولوی حبیب اللہ

صاحب امرت سری صوبہ یوپی کے دورہ سے فارغ ہو کر چند روز

کے لئے امرت سری میں مقیم ہیں۔ ۱۵ رشتبان المبارک کے بعد پنجاب

کے تقصبات کا دورہ شروع کریں گے۔

حضرت امیر حزب الانصار نے ۲۰ اگست ۱۹۴۳ء سے ۱۰ ستمبر ۱۹۴۳ء

تک شیلہ۔ کوٹ مومن و لدیانی ضلع شاہ پور۔ گمیانہ۔ دھواں۔

مڈا سید و ماچھی وال ضلع جھنگ۔ ہاگرہ سرگنہ ضلع ملتان۔ جبلم۔

ٹیکسہ۔ رادہ پٹی۔ ترسی و غیرہ مقامات کا تبلیغی دورہ فرمایا۔ اکثر

مقامات پر شاندار تہنیتی جلسے منعقد ہوئے اور مذاہب باطلہ کی تردید

احسن طریق سے کی گئی۔

بھیرہ میں مولوی حکیم رسول راجپوتی نے تین ماہ سے

تقریر و ناکہ مرزائیوں میں دوبارہ

زندگی کی ہر پیدا کی جائے۔ مگر مولوی عتیق الرحمن کی جوابی تقریروں

نے مرزائیوں کا ناظمہ بند کر دیا۔ مرزائیوں کو مناظرہ کا چیلنج بھی دیا

گیا مگر مرزائیوں کو میدان مناظرہ میں آنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اور ان

کے باطل مذہب کی حقیقت عوام پر اچھی طرح ظاہر ہو گئی۔ اور

راجپوتی صاحب اپنے مقاصد میں ناکام و نامرادہ کر رہے ہیں۔

اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے۔

دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ ۱۲ رشتبان

تعلیم اسلام سے ۵ رشتبان الکریم تک وجہ

تعطیلات بند رہے گا۔ مگر مدرسہ تعلیم القرآن میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ

جاری رہے گا۔ مدرسہ عربیہ دار برٹن و دیگر مدارس میں بھی ۵ رشتبان

فوج محمدی کی جدید
جماعتوں کا قیام

حضرت صاحبزادہ محمد زین الدین

صاحب قائد اعظم فوج محمدی نے

ضلع کیمبل پور کے دورہ میں مقام

گھٹان۔ پٹی۔ آوال۔ کنڈی۔ پنڈی گھٹ۔ گربال۔ لکڑی

میں فوج محمدی کی جماعتیں قائم فرمائیں۔ گھٹان میں پچاس

پڑی میں بیس کنڈی میں بائیس۔ پنڈی گھٹ میں پچیس۔

گربال میں اٹھارہ۔ لکڑی میں پچیس۔ شاخص جماعت میں شامل

ہوئے۔ ان مقامات پر باقاعدہ عہدہ دار مقرر کئے گئے۔ اور

ان جماعتوں نے خدمت اسلام کے لئے کام کرنا شروع کر دیا ہے۔

کمل تفصیل اشاعت آئندہ میں درج ہوگی۔

مولانا محمد داؤد صاحب قائد ضابطہ و سرخرو۔ گڑھی افغان

اور موضع کولیاں کی جماعتوں کا سامانہ کیا۔ آپ ان جماعتوں کے

کام سے مسرور ہوئے۔

قاضی شمس الدین صاحب ہزاروی زین اداد عالیہ محمدی نے

۱۵ جون سے ۱۵ جولائی تک تحصیل ایبٹ آباد کے علاقہ رش

کا کامیاب دورہ فرمایا اور مواضعات ایبٹ آباد۔ شیخ الہادی۔

نواں شہر۔ میر پور۔ دھمٹو۔ سرہینہ اور قہارال میں فوج محمدی

کا پاکیزہ پیغام پہنچایا۔ حضرت مولانا عبدالواحد صاحب شیخ الہادی

اور حضرت مولانا محمد عصمت اللہ صاحب قاضی القضاۃ علاقہ رش

نے خاص دلچسپی اور ہمدردی کا اظہار فرمایا۔

قاضی شمس الدین صاحب ہزاروی نے قائد اعظم صاحب نے

حکم کی تعمیل میں ۱۴ اگست سے ۱۵ اگست تک مواضعات

سرائے صالح۔ سکندر پور ملکیار اور ہری پور کی جماعتوں کا

کام

بانیہ تعلی

شاہ

(ادارہ)

ایک ناکلہ گراؤنڈ پر گریے اور کوئی نقصان نہیں ہوا۔ دوسرے
بھوں سے ایک جگہ آگ لگ گئی مگر اسے فوراً بجھا دیا گیا سینما اور
تھیٹروں میں جو لوگ گئے ہوئے تھے انہوں نے ہوائی حملہ کا الارم
"سجیدگی" سے برداشت کیا اور کھیل حسب معمول جاری رہے (ریوٹر)
(۴) "لندن ۲۴ اگست" جس وقت حملے کا الارم دیا گیا سینما
اور تھیٹروں میں گئے ہوئے تماشین پنچر کسی تشویش اور اس کے
اپنی نشستوں پر بیٹھے رہے۔ کوئی بھی شخص اہر نہ کیا۔ ایک سینما کے
مینجر کا بیان ہے کہ لوگوں کے چروں پر ہنسی برابر کھیل رہی تھی۔
ان میں اضطراب کا نام نشان بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا اور اسی
لئے ہوائی حملے کا باوجود کھیل جاری رہا (ریوٹر)

ہم ان واقعات پر حاشیہ آرائی خلاف مصلحت سمجھتے ہیں۔
البتہ ہماری اس کمزور ترین مہم روانہ آواز کو کوئی شخص باشندگان
انگلستان تک پہنچا سکے تو ہم یہ کہنے کی جرات کریں گے کہ اسے
قابل رحم انسانو! خدا سے ڈرو! اور اگر خدا اور مسیح (علیہ السلام)
کے لئے نہیں، تو کم از کم اپنے دیوی مٹادی کی خاطر ان عیاشیوں
سے باز آ جاؤ! یاد رکھو! جس قوم کی رگ رگ میں عیاشی سرایت
کر جاتی ہے اس سے قوت عملیہ بدرجہ سلب کر لی جاتی ہے
اور بالآخر اس قوم کا مستقبل تاریک ہو جاتا ہے۔ شاید اسی راز
پر مطلع ہو کر ہٹلر نے جرمنی کے حدود میں رقص (نہج) کو حکماً
بند کر دیا ہے۔ کاش! باشندگان انگلستان ظالم ہٹلر ہی سے
سبق سیکھیں۔

خاکساروں نے حکومت کی مائد کردہ پابندیوں کے خلاف جب
لاہور میں تحفہ دایمہر مظاہرے کے، جن کے نتیجے کے طور پر ایک ایس

یوں تو تنگی و فرانی، صحت و مرض، اور امن و جنگ، غرض
ہر حالت میں انسان کو گناہوں سے بچنے اور نیکی کی طرف رجوع
کرنے کی تمام ادا یاں ذمہ ہر حق نے تعلیم فرمائی ہے۔ مگر جنگ
وغیرہ ابتداء کے زمانہ میں تو خصوصیت کے ساتھ ترک معاصی
اور رجوع الی اللہ کا حکم دیا گیا ہے۔ لیکن بعض انسان کچھ ایسے
"مشغل مزاج" واقع ہوئے ہیں کہ وہ خطرناک سے خطرناک حالات
میں بھی اپنے "زنگین" مشاغل سے دستبردار ہونے کے لئے تیار نہیں ہوتے

آج یورپ میں جو جنگ عظیم ہو رہی ہے، اس کا خوفناک ہونا
مسلم۔ انگلستان پر جرمن ہوائی جہاز جو پے درپے بم باری کر رہے
ہیں، وہ بھی سلسلہ طور پر خطرناک ہے۔ لیکن انگلستان کے عام باشندے
اس نازک ترین وقت میں کیا کر رہے ہیں؟ (ملاحظہ فرمائیے!)
(۲) "لندن ۲۴ اگست"۔ شمال مشرقی انگلستان کے ایک
قصبہ میں ایک تعمیر میں جہاں سپاہی اور پلاچ تاشہ دیکھ رہے
تھے۔ حملہ کے دوران میں بھی کھیل جاری رہا اور حاضرین نے ڈرامہ
میں خود بھی حصہ لیکر وقت گذارا۔ ایک اور سینما میں ہوائی حملہ کے
دوران میں مفت کھیل دکھایا گیا (ریوٹر)

(۳) "لندن ۲۶ اگست"۔ دشمن کے چھپت چھپت کر حملہ
کرنے والے ہوائی جہازوں نے جنوب مشرقی ساحل کے ایک
شہر پر بم برائے جن سے چند مکان تباہ ہو گئے۔ چند بم
فوجیوں کی چند عمارتوں پر جن میں لڑکیاں ناز کو رہی
تھیں، اگرنے۔ ان عمارتوں کے طبع سے ایک نعرہ برآمد
ہوئی ہے (ریوٹر)

(۴) "لندن ۲۸ اگست"۔ ایک (جرمن) جہاز نے
لندن کے رقبہ میں آگ لگا دینے والے چند بم گرا دیے۔ کچھ بم

افسر ملک ہو گیا اور پولیس کے متعدد سپاہی بعض فرخنی دے حکومت
پنجاب نے خاکسار تحریک کو خلاف قانون قرار دینے کے علاوہ
اعلان کیا کہ خاکسار نازیوں (جرمنوں) کے فتنہ کا لم (جاسوس)
ہیں۔ اس لئے ان کی سرگرمیوں کو روکنا حفظ امن کے لئے ضروری

خاکسار اور خاکسار نواز افراد حکومت کی عائد کردہ مزید پابندی
پر بہت چنے چلے۔ سرسکندہ کے پاس دھوکہ دہی بھیج کر ان پر
اتہائی دباؤ ڈالنے کی کوشش کی روہکیاں دیں، ان جرانیوں
بانکیں اور سرسکندہ سے مطالبہ کیا کہ فوجی پریڈ کی ممانعت سے
خاکساروں کو مستثنیٰ کرنے کے علاوہ خاکسار تحریک کو خلاف
قانون قرار دینے والا حکم واپس لیا جائے ورنہ بس قیامت
ہی آجائے گی۔

سرسکندہ کا ایک ہی جواب تھا اور وہ تھا بھی معقول۔
کہ فوجی پریڈ کی ممانعت کا حکم تمام جماعتوں پر یکساں حادی
ہے۔ اس حکم سے کسی جماعت کو مستثنیٰ قرار نہیں دیا جاسکتا
البتہ اگر خاکساروں کا کوئی ذمہ دار لیڈر حکومت کو اطمینان
دلادے کہ خاکسار آئندہ تشدد آمیز طور طریقے اختیار نہیں
کریں گے اور حکومت کی پابندیوں کو برداشت کریں گے
تو اس حکم کو واپس لیا جاسکتا ہے جس کے رو سے
خاکسار تحریک کو خلاف قانون قرار دیا گیا ہے۔

لیکن صاحب! اُس وقت خاکسار "خاکسار" کہاں تھے؟
وہ تو ہٹلر کی سی اڑی ہوئی گردن اٹھا کر دہکتے پھسل کر
دھکیوں پر اتر آتے تھے۔ نہ صرف یہ کہ حکومت کی کوئی بات
نمانتے تھے بلکہ اُنہی اپنی طرف سے حکومت کے سامنے
شرائط صلح پیش کرتے ہوئے کہتے تھے کہ۔
"اگر باعزت شرائط پر صلح ہوگی تو اس کو منظور
کیا جائے گا۔ ورنہ محاذ پھر جاری ہوگا" (۱) (۲)

کلکتہ۔ مؤرخہ، ارجو لائی سٹڈ کا ایڈیٹر (۳)
یہ باعزت شرائط صلح کیا تھیں؟ خاکساروں کے لیے
احمد شاہ بیرسٹر کی زبان سے سنئے!

"صلح صلح کے معنی یہ ہیں کہ (۱) تحریک (خاکساری)
پر سے ہر قسم کی پابندی اٹھادی جائے (۲) جبکہ
"علامہ" صاحب (مشرقی) کو فوراً رہا کر دیا جائے
(۳) قید شدہ و گرفتار شدہ خاکساروں کو چھوڑ دیا
جائے (۴) ضبط شدہ مال منقول یا غیر منقول واپس
کر دیا جائے (۵) "ہتھکڑیاں" (یعنی خاکسار مقتولین
لاہور کے پیمانہ نگان کے ساتھ معقول امداد کی جائے
میں سمجھتا ہوں کہ یہ شرائط ایک آبرو مندانہ صلح کے
مسا فی نہیں۔ اگر ان کو نظر انداز کیا جائے تو صلح
برائے نام ہوگی" (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰)

اب اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ حکومت خاکساروں
کے مابین "صلح" ہو گئی۔ یعنی خاکساروں کے بڑے لیڈر
احمد شاہ صاحب بیرسٹر نے اعلان کر دیا ہے کہ ہم گورنمنٹ کے
احکام کی پوری پوری پابندی کریں گے۔ نہ پریڈ کریں گے، نہ
فوجی وردی پہنیں گے۔ دوسری طرف حکومت پنجاب نے
اعلان کر دیا ہے کہ اب خاکسار تحریک خلاف قانون نہیں رہی۔
خاکسار تحریک میں لے دے کر عوام کے جذبات سے
اپیل کرنے والی فوجی وردی اور پریڈ تھی۔ ان ہی دو
چیزوں سے مسلمان دھوکا کھاتے تھے۔ یہی دو چیزیں نہیں
تو خاکسار تحریک کو "جہنم رسید" سمجھیے، خواہ وہ خلاف قانون
نہ رہے۔ انہی دو چیزوں کی خاطر لاہور میں کثیر الشمارت
خاکساروں کو مروایا اور جیل بھجوا گیا۔ قوم کا لاکھوں روپیہ
بر باد کرایا گیا۔ اگر حکومت کی عائد کردہ پابندیوں کو قبول کرنا
اسلام کے خلاف تھا تو اب اس "خلاف اسلام" کو کنت

کا ارجحاً کیوں کیا گیا؟ اور اگر اسلام کے خلاف نہیں تھا تو شروع ہی میں ان پابندیوں کو کیوں نہ قبول کر لیا گیا تاکہ نہ خاکسار مرتے اور نہ جیل جاتے اور نہ لاکھوں روپے کا نقصان ہوتا۔

ہم احمد شاہ صاحب پیر سٹو مدیر الاصلاح اور دوسرے خاکساروں سے پوچھتے ہیں کہ تمہاری شرائط صلح کیا ہوئیں؟ کیا حکومت نے ان شرائط کو قبول کر لیا؟ (۱) کیا حکومت نے ہر قسم کی پابندی اٹھائی؟ (۲) کیا مشرقی کورہ کر لیا گیا؟ (۳) کیا حکومت سے تشدد پسند خاکسار قیدیوں کی رہائی کا وعدہ لیا گیا؟ (۴) کیا ضبط شدہ مال وصول ہو گیا؟ (۵) کیا مقتولین لاہور کے ورثہ کو معقول یا غیر معقول امداد مل گئی؟ اچھا ان سب شرائط کو چھوڑیے۔ کم از کم یہی بتائیے کہ خاکساروں کے مدگاروں سے حکومت نے جو تین لاکھ روپے بطور تادان وصول کرنے کا اعلان کیا تھا کیا اس تادان کو آپ نے معاف کر لیا؟ اگر ان میں سے ایک چیز کا بھی اثبات میں جواب نہ دے سکو، تو تم ہی انصاف سے بتاؤ کہ تمہارے ہی قول کے مطابق یہ "صلح" برائے نام صلح ہے یا نہیں؟ پھر تم نے مدیر الاصلاح کے اعلان کے مطابق "محاذ جاری" کیوں نہ کیا؟

احمد شاہ صاحب کے لئے تو جواب کی تمام راہیں بند ہیں۔ وہ بیچارے کیا خاک جواب دیں گے؟ البتہ

سے اگر انہیں حکومت قی کو رہا بھی کرے تو جس مشرقی اور اسکے اہم پیروؤں کی پشتیبانی پر جو کافی و نامرادی کا داغ لگ چکا ہے وہ دور نہیں ہو سکتا۔ خاکساروں کو قتل کرنے اور قوم کا لاکھوں روپے برباد کرنے کے بعد بھی تحریک پر پابندیاں چلیں تو قائم ہیں اور خاکسار کھٹے ٹیکے

ان پابندیوں کو قبول کرنے کا وعدہ کر چکے ہیں۔

مدیر الاصلاح اور عام خاکساروں کے پاس ایک آسان جواب موجود ہے۔ جسے وہ گاہ بگاہ استعمال کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے۔ وہ کہہ سکتے ہیں کہ احمد شاہ صاحب پیر سٹو غیر ذمہ دار ہیں۔ اس لئے یہ صلح تمام خاکساروں کی طرف سے نہیں ہے جیسا کہ غضنفر علی صاحب وکیل بلند شہر نے خاکساروں کے سالار ہند کو غیر ذمہ دار کر دیا تھا۔ اس کے بعد خود غضنفر علی صاحب کے متعلق احمد شاہ صاحب نے اعلان کر دیا کہ وہ خاکسار تحریک کے متعلق جو کچھ بھی کہیں، خاکساروں کے نزدیک اس کی کچھ قیمت نہیں۔ (منقول از "اسلام" کوئٹہ ۲۳ اگست سنہ ۱۹۴۳ء)

اور تو اور خود مشرقی نے خاکساروں کو مر واکرا اعلان کر دیا تھا کہ میں ذمہ دار نہیں ہوں۔ معلوم ہوا کہ یہاں اول سے آخر تک چھوٹے بڑے سب غیر ذمہ دار ہیں پس اسے خاکسارو! ایسی غیر ذمہ دارانہ تحریک کے پیچھے چل کر کیوں حَسْبَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ کا مصداق بنتے ہو؟

آخر میں ہم سرسکندہ کی حکومت سے بھی دریافت کرتے ہیں کہ خاکساروں کے متعلق جو یہ اعلان کیا گیا تھا کہ وہ دشمن (جرمن) کے جاسوس ہیں۔ کیا خاکساروں کے صرف اتنا وعدہ کرنے سے کہ ہم آئندہ قانون شکنی نہیں کریں گے ان پر سے یہ الزام اٹھ گیا؟ اگر یہ الزام رٹ ہو گیا ہے تو اس کے متعلق صریح اور مدلل اعلان کرنا چاہیے۔ ورنہ عوام کے دل میں یہ شبہ ضرور پیدا ہوگا کہ خاکسار تو سرکار برطانیہ کے سچے وفادار تھے اور ہیں۔ سکندری حکومت نے یہ اعلان محض خاکساروں پر گرفت کو زیادہ مضبوط کرنے اور اپنا وقار بحال رکھنے کی غرض سے کیا تھا۔ عہد شرقی نے اس مدح آئینر اعلان کا غضنفر علی کے ذریعہ پھر اعادہ کیا ہے۔ یہ اعلان رسالہ ہذا کے صفحہ ۳ پر ملاحظہ فرمائیے۔

ختابیت تصوف

(۲)

افادات مولانا حکیم عبدالرسول صاحب کلاں نقشبندی مجددی ساکن بکھر بارہ ضلع شاہ پور

افادہ ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ طریقت میں صوفیائے کرام اور اولیائے عظام جو ذکر کے مختلف طریقے سالکین کو ارشاد کرتے ہیں، مثلاً بعض کلمہ شریف نفی اثبات یا تہلیل لسانی ارشاد کرتے ہیں اور بعض اسم ذات اللہ قلب اور طائفہ پر ذکر کرنے کا امر فرماتے ہیں اور ان کی تعداد مختلف طور پر بتاتے ہیں اور بعض بعض اذکار کو خاص خاص اوقات کے ساتھ مخصوص فرماتے ہیں اور بعض وقوف قلبی اور مراقبات پر بعض اوقات میں نودوینے کے لئے ارشاد فرماتے ہیں بعض ذکر نفی بعض ذکر جلی اور جہر ارشاد کرتے ہیں بعض پاس افادہ اس کے ساتھ بعض ویسے۔ ان سب کے اصول قرآن کریم اور حدیث شریف میں ملتے ہیں۔ سورہ مثل شریف میں ارشاد ہے کہ :- "اذکر اسم ربک وتبتل الیہ تبتیلاً" مراقبات و وقوف قلبی وغیرہ تبتل کے اقسام ہیں اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ :- لکل شئ صفاً وصفاً و صفاً لقلوب ذکر اللہ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حلقہائے ذکر کو "ریاض الجنۃ" فرمایا ہے اور اہل ذکر کیلئے فرمایا ہے کہ :- "سبق المضر دون قالوا و ما المضر دون یا رسول اللہ قال الذکرین اللہ کثیر و الذکوات" دروہ سلم صوفیائے کرام کے شواغل کی نسبت احقر نے "تازیانہ نقشبندی ربانی بہ ترویج حملہ قادیانی" اور "اسرار الصوفیہ" میں بہت کچھ لکھا ہے، ان کو مطالعہ کرنا چاہیئے۔

استفادہ ایک دفعہ عرض کیا گیا کہ صوفیائے کرام کے اذکار و شواغل میں بہت کچھ تصرفات ہیں کسی کو کم کسی کو زیادہ، کسی کو کوئی وظیفہ ارشاد فرماتے ہیں کیا یہ ان کے اپنے تصرفات ہوتے ہیں یا ان کے اصول بھی قرآن کریم و حدیث شریف میں ملتے ہیں۔

افادہ ارشاد فرمایا کہ اولیائے کرام و صوفیائے عظام جو کلمہ

طیب روحانی ہوتے ہیں اور ان کی سمع و بصر سبب محبوبیت الہی حسب ارشاد ربانی کنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یتبصر بہ، اعلیٰ شان کے ہوتے ہیں اور قلوب ان کے بمقتضائے آیہ کریمہ یأیہا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقاناً (الآیہ) اور حسب ارشاد سید المرسلین "اتقوا فراسة المؤمن من فاسدہ ینظر بنور اللہ" (الحديث) منظور ہوتے ہیں۔ وہ طبیب حلاق کی طرح مزاج شناس ہوتے ہیں۔ سالکین کے ارہاں قلوب و نفوس کو اندازہ کر کے اس کے مطابق وظیفہ کم و بیش تجویز فرماتے ہیں اور چونکہ وہ حسب ارشاد الہی فعن شاء اتخذ الی سبیلہ "راہ طریقت کو مکمل طے کر چکے ہوتے ہیں۔ اسی واسطے ان کی راہ کی اتباع کا حکم جناب الہی عز و جل سے ہوا ہے "واتبع سبیل من اناب الی ثم الی مویحک" استفادہ عرض کی گئی کہ بعض صوفیائے کرام بعض لوگوں کو منزل قرآن کریم اور نوافل بھی پھوڑا دیتے ہیں اور اپنے وظائف میں لگاتے ہیں۔

افادہ ارشاد فرمایا کہ یہ معاملہ اسی طرح ہے جس طرح کہ ایک طبیب مریض کو بعض لہذا و گشت صلوٰ وغیرہ سے روک دیتا ہے۔ اگرچہ وہ مفید چیزیں ہیں، مگر اس کو بسبب مرض مضرتی ہیں، مفید نہیں ہوتیں۔ اسی طرح بب تک صاف نہ ہوا تو جہ الی اللہ پیدا نہ ہو، زائد اعمال مفید نہیں ہوتے، بلکہ با اوقات مضرتی ہیں اور باعث غرور و جہالت ہیں۔ استفادہ۔ ایک شخص نے عرض کی کہ ایک شخص گز جو ایٹ کہتا ہے، کہ بزرگ جو بیعت کرتے ہیں، اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے، جو بیعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے، وہ بیعت خلافت ہوتی تھی اور کسی بیعت کا ثبوت شریعت میں نہیں۔

افادہ ارشاد فرمایا کہ وہ شخص شریعت سے پورا واقف نہیں ہے

اگر اس کو قرآن کریم ہی کی پوری واقفیت ہوتی، تو ایسا نہ کہتا۔ کئی رنگ کے ہاتھ پر تو بہ اور ترک گناہ پر بیعت کرنا، تاکہ وہ مجھے خدا کا راستہ بتائے اور میرے سابقہ گناہوں کے بخشا نے کے لئے وہ بھی میرے لئے دعا و استغفار کرے، تو یہ معاملہ بالکل مطابق شریعت ہے۔ سب سے بیعت مومنات سے یہ بات باہر ثابت ہوتی ہے "یا ایہا النبی

علیہ سورہ انفال پارہ ۱ علیہ سورہ فرق و دہ پارہ ۱ علیہ سورہ علیہ سورہ پارہ ۱

(ملاحظہ فرمائے)

فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ
وَجَدْتُمُوهُمْ قَتْلُ كُرْدِ

اس سے ثابت ہوا کہ دشمنوں کو قتل کرنا ہم پر فرض ہے۔
نیز قرآن کا ارشاد ہے :-

”وَقَالَ نُوحٌ هَبْ لِي نَصْرًا
عَلَى الْكَافِرِينَ رَوَّعَ زَيْنٌ اِيك بھي بسنے والا
دَيَّارًا اَنْتَ اِنْ تَذَرَهُمْ كَافِرٌ رَہنے دے۔ اگر تم نے ان
يُصْنَعُوا جُنُودًا وَلَا يَلِدُوا كُور ہنے دیا، تو یہ لوگ تیرے بند
الْاَفَاكِرُ اَكْثَرًا“ کو لڑا کر چٹے اور ان کی نسل سے
بھی بدکار کافر پیدا ہوں گے“

اس سے صاف ثابت ہے کہ ہمارے دشمنوں کے بچوں کو قتل
کرنا ہم پر واجب ہے۔ نیز باری تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

”فَلَمَّا كَتَبَ عَلَيْهِمُ الْفِتَالَ
اِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَخْشَوْنَ تَان میں سے ایک فریق لوگوں سے
النَّاسَ خَشْيَةً اِلَلّٰہِ اِيسا ڈرنے لگا۔ جیسے لوگ خدا
اَشَدَّ خَشْيَةً“ ڈرتے ہیں یا اس سے زیادہ“

اس لئے تعقیب قطعی طور پر حرام ہے۔ نیز ارشاد ہوتا ہے :-
”اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ مَا اَوْلٰنَا“ جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی

من البیتات والهدی من روشن باتوں کو چھپاتے ہیں ایسے ہم
بعد ما بَنَيْنَاكَ لِلنَّاسِ جبکہ ہم نے کتاب میں لوگوں کو

فِي الْكِتٰبِ اَدْنٰیكَ يَلْعَنُوْهُمْ واضح طور پر بتلایا۔ ان پر خدا اور
اللہ و یلعنہم اللعنون“ سب لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں“

اس لئے ہمارا فرض ہے کہ اپنے عقائد کا اعلان کر دیں اور
تبلیغ کا سلسلہ برابر جاری رکھیں۔

نافع کے ساتھیوں نے اس کے اجتہاد کی داد دیتے
ہوئے یہ تمام باتیں تسلیم کر لیں اور اس طرح یہ گمراہ فرقہ فریب

گمراہیوں میں پھنس گیا۔ پھر اس نے عبد اللہ بن صفار اور
عبد اللہ بن اباض کو ان عقائد کے تسلیم کرنے کے بارہ میں
لکھا۔ ابن اباض نے کہا کہ یہ لوگ مشرک نہیں صرف کفر ال

شہر سے نکل چکا، تو اس نے ان کو مخاطب کر کے کہا۔
نافع | کیا ہم سب قرآن اور حدیث کے پیروکار اور الہی حکمت

کے طلب گار نہیں ہیں۔
خوارج | ہاں ضرور ہیں۔

نافع | کیا ہمارے دشمن آں حضرت کے دشمنوں کی طرح
مشرک نہیں ہیں؟

خوارج | ہیں اور ضرور ہیں۔
نافع | تو مشرکوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :-

”بَرَاءَةٌ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ“ جن مشرکوں سے تم معاہدہ
اِلٰی الَّذِيْنَ عَاهَدْتُمْ کر چکے ہو، ان سے اللہ اور اس
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ“ کا رسول براءت ظاہر کرتے ہیں“

اس لئے ہمیں اپنے دشمنوں سے بری ہو جانا چاہیے۔ نیز
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

”اَلْاِيْمَانُ اَوْثَقُ اَلْوَحْدَانِ“ اے لوگو! جو بوجھل نکل پڑو اور اپنی
يَا مَوٰلِیْکُمْ اَنْفُسِکُمْ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ“ جان واپنے مال اللہ کی راہ میں دکو“

اس لئے ہم میں سے جو لوگ پیچھے رہ گئے ہیں، وہ بھی ہمارے
دشمنوں کے حکم میں آکر مشرک بن گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

”وَلَا تَنْکِحُوا الْمُشْرِکِيْنَ“ اور مشرکین سے نکاح مت کرو،
”حَتّٰی یُؤْمِنُوْا“ حتیٰ کہ مسلمان ہو جائیں“

اس لئے اپنے دشمنوں کے ساتھ ازدواجی تعلق قائم رکھنا ہمارے
لئے حرام ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

”اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَقَّاهُمْ الْمَلَائِکَةُ“ جن لوگوں کی جان فرشتے اس
ظَالِمِیْنَ اَنْفُسِهِمْ۔ قَالُوْا اَفِیْہُمْ مال میں تبص کرتے ہیں، جبکہ وہ

کُتْمٌ۔ قَالُوْا کُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ اپنے پر ظلم کرنے والے ہیں۔ فرشتے
فِی الْاٰرْضِ۔ قَالُوْا اَلَمْ تَكُنْ ان سے کہتے تھے کہ تم کس حال میں تھے

اِنَّہُمْ اَللّٰہِ وَاِسْعٰةٌ فَتَکْا جَرًا دیکھتے تھے، ہم زمین پر بے بس تھے
فِیْہَا“ فرشتے ان سے کہتے تھے، کیا اللہ کی
زمین فراخ نہ تھی، تم اس میں ہجرت کرتے“
اس لئے ضعیف کہلا کر دشمنوں میں رہنا حرام ہے اور خدا فرماتا ہے :-

کہ مسلم بصرہ سے کافی دور چلا جائے۔ تاکہ آسانی سے بھاگ نہ سکے اور نہ اس کو بد وقت امداد مل سکے۔

رولاب میں ایک زبردست لڑائی ہوئی، جس میں نافع و مسلم دونوں مارے گئے۔ نافع کے بعد خوارج نے آواز کے دو بیٹوں عبیدہ اور عبید اللہ کو اپنا سردار مقرر کیا۔ لیکن عبید اللہ بھی اسی لڑائی میں مارا گیا۔ مسلم کے بعد بصرہ کی فوج نے ریح بن عمرو اجندم اور حجاج بن باب جریزی کو اپنا سردار بنایا۔ وہ بھی دونوں مارے گئے۔ حجاج نے حارث بن بدر کو اپنا قائم مقام بنادیا۔ خوارج نے اس کو شکست دیدی۔ لیکن وہ ہوانہزی میں ٹھہرا رہا اور گاہے گاہے خوارج سے لڑتا رہا۔

ازارقہ اور عثمان | یہ زمانہ حضرت عبد اللہ بن زبیر کی خلافت کا تھا۔ لیکن عراق کی باہمی خانہ جنگی کی وجہ سے وہاں کا کوئی والی مقرر نہیں ہوا تھا۔ جب عمر بن عبد اللہ بن معمر والی بصرہ ہو کر چلا آیا، تو اس نے اپنے بھائی عثمان کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ ازارقہ کے مقابلہ پر بھیجا۔ جب وہ نہرو جبل کو عبور کر کے خوارج کے سامنے آیا تو کہنے لگا، اے مٹھی بھر جماعت ہے۔ میں چند

بٹنوں میں ان کا خاتمہ کر سکتا ہوں۔ حادثہ نے کہا:۔ حارثہ | یہ لوگ تعداد میں کم ہیں، لیکن ان کو اپنے مقابلہ کے لئے کافی سمجھو۔ عثمان | میں ناشتہ کرنے سے پہلے پہلے ان کا خاتمہ کر سکتا ہوں۔ حارثہ | یہ لوگ بیگاریں پکڑے ہوئے نہیں ہیں (یعنی تمہارے سپاہی ایسے ہی ہیں)۔

عثمان | تم سب عراقی بڑے بزدل واقع ہوئے ہو اور حارثہ تم لڑائی کیا جانو، تم تو بس شراب پیاکرو (طعنہ دیا ہے)۔

اس پر نااہل ہو کر حارثہ اس سے جدا ہو گیا اور عثمان صبح سے لیکر شام تک خوارج سے لڑتا رہا۔ حتیٰ کہ مارا گیا۔

اسی اثنا میں ابن زبیر نے عمر بن عبید اللہ کو معزول کر کے حارث بن عبد اللہ بن ابی ربیعہ قبیلہ کو بصرہ کا والی مقرر کیا۔ ادھر اہل بصرہ کو خوارج کی تباہ کاریوں کا علم ہوا تو وہ بہت گہرائے کیوں کہ میدان تھا۔ پاکر خوارج دوبارہ بصرہ پر چڑھائی کرنے آ رہے تھے۔

کہتے ہیں۔ اس لئے ان میں رہنا، ان کے ساتھ ازرواجی اور دراز کے تعلقات وغیرہ رکھنا سبب جائز ہے۔ البتہ ان کے اموال حرام ہیں اور ان کو ٹوٹنا جائز ہے۔ ابن صفار نے کہا، خدا ان دونوں سے بڑی ہو گیا۔ کیونکہ ابن ابیہض نے تقریباً اختیار کی اور نافع افراط میں پڑ گیا۔ اس وقت ان دونوں کے علاوہ ابوبہس ہبہتم بن جابر شیبی بھی خوارج میں صاحب حیثیت شخص تھا۔ اس نے کہا کہ یہ لوگ ہیں تو مشترک، لیکن ان کے ساتھ رہنا سہنا، نکاح وغیرہ سب جائز ہے۔ کیونکہ یہ لوگ منافق ہیں، زبان سے اسلام کا اقرار کرتے ہیں۔

خوارج کے پانچ فرقے | اس طرح خوارج کے پانچ فرقے بن گئے۔

ازارقہ	نافع بن ازرق کے ہم خیال
اباضیہ	عبد اللہ بن اباض کے معتقد
صفیریہ	عبد اللہ بن صفار کی جماعت
نجدیہ	نجدہ بن عویم کے ساتھی
ہبہسیہ	ابوبہس ہبہتم بن جابر کا گروہ۔

ان میں سے ازارقہ نے بہت زور پکڑا اور یہ ظالم مسلمانوں اور ان کے معصوم بچوں کو بے دریغ تہ تیغ کرنے لگے اور جو لوگ ان کے مذہب میں داخل ہوتے، ان سے باقاعدہ خراج وصول کرتے۔ اس طرح تمام عراق میں ان کے تھکیلے ارجھیل گئے۔

۶۵ | گذشتہ صفحات میں ہم لکھ آئے ہیں کہ اخف ازارقہ اور مسلم بن قیس تمیمی کے اشارے پر خوارج نے نواز و نواز کے مشہور سردار مسعود بن عمرو کو جامع مسجد کے منبر پر قتل کر دیا تھا۔ اسی کی وجہ سے تمیمیوں اور ازویوں میں خانہ جنگی شروع ہوئی۔ نافع بن ازرق نے موقع کو فہم سمجھ کر بصرہ پر حملہ کیا۔ جب اہل کے قریب پہنچا تو عبد اللہ بن حارث (بیتہ) نے مسلم بن عبید اللہ کی سرکردگی میں ایک فوج اس کے مقابلہ کے لئے بھیج دی۔ نافع نے فوج کو دیکھ کر فوراً تہ تیغ کر دیا۔ یہاں تک کہ سو یا ہوا کے رولاب نامی مقام تک پہنچ گیا۔ اس سے مقصد تھا

ابھی لوگ کسی نتیجہ پر نہیں پہنچے
مہلب بن ابی صفرو | تھے کہ مہلب بن ابی صفرو۔ ابن

زہیر کی طرف سے گورنر خراسان مقرر ہو کر بصرہ چلا آیا۔ لوگوں نے
دیکھا کہ اس وقت خوارج کا مقابلہ صرف مہلب ہی کر سکتا ہے
چنانچہ اس کو مجبور کرنے لگے مہلب نے کہا، امیر المومنین نے
مجھے خراسان کا حاکم مقرر کر دیا ہے۔ میں ان کے حکم کی مخالفت
نہیں کر سکتا۔

اس پر ان لوگوں نے ابن زہیر کی طرف سے ایک جلی خط لکھوا کر
مہلب کو دیدیا جس میں لکھا تھا کہ خوارج کے مقابلہ پر چلے جاؤ۔
خراسان اور باقی علاقے تم سے کوئی نہیں چھین سکتا۔ تم جب چاہو
حکومت حاصل کر سکتے ہو۔ خط پڑھ کر مہلب تیار ہو گیا۔ مگر اس نے
بصرہ والوں سے کہا کہ میں ان شرائط پر خوارج سے لڑنے جاتا ہوں
کہ جو علاقے میں فتح کرو گاہ وہ میرے سمجھے جائیں گے۔ سرکاری خزانہ
سے مجھے برابر مدد ملتی رہیگی اور جن شہسواروں اور سرداروں کو
میں منتخب کروں وہ میرے ساتھ جانے میں چون و چرا نہیں کریں گے۔
چنانچہ اس کی تینوں شرطیں منظور کر لی گئیں۔

مہلب فوج لیکر خوارج سے لڑنے نکلا۔ عبید اللہ بن ماحوز
بصرہ کے چھوٹے پل کے قریب آچکا تھا۔ لڑائی شروع ہوئی اور ابن
ماحوز شکست پر شکست کھاتا ہوا واپس ہوا اور پہنچا خوارج نے
سستی و سلبندی میں پہنچ کر وہ چر قائم کیا۔

حادثہ بن برک جب معلوم ہوا کہ مہلب نے فوج کی مکمل ہار
میں لی ہے۔ تو اس نے اپنے سپاہیوں کو جمع کر کے کہا۔ اب جہاں چاہو
جاسکتے ہو۔ اس لئے کہ مہلب میدان میں کود پڑا ہے۔ اب تمہاری
کوئی ضرورت نہیں۔ وہ لوگ یہ سن کر بصرہ چلے گئے۔ لیکن حادثہ بن
عبدا اللہ نے ان کو واپس مہلب کے پاس بھیج دیا۔

مہلب نے وہاں باقاعدہ مورچہ بندی کی۔ خندق کھودی۔ ہر طرف
خبر مقرر کر دیئے اور نہایت مضبوط پہرہ لگا دیا۔ چنانچہ خوارج کو ان پر
شہنوں کرنے کا کوئی موقع نہ مل سکا۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو پہلے
پہل خوارج کو فتح ہوئی اور مہلب کے سپاہی سر اسیر ہو کر بھاگنے لگے۔

اسلئے کہ خوارج کے پاس سامان جنگ بہت زیادہ تھا۔ انہوں نے
اہواز سے لیکر کرمان تک کا علاقہ لوٹ کر کافی ذخیرہ جمع کر لیا تھا۔

مہلب نے یہ دیکھا تو سب کو جمع کیا اور ایک دل ملائیے والی
تقریر کی جس سے متاثر ہو کر انہوں نے اس بے چگری سے حکم کیا کہ خوارج
کا سردار ابن ماحوز مارا گیا اور وہ شکست کھا کر کرمان اور ہتھان کی
طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔

مہلب کا بیٹا مغیرہ | اس جنگ میں مہلب کا ایک بیٹا مغیرہ
اس بہادری سے لڑتا تھا کہ جب کوئی

شخص نیزہ اٹھا کر اس پر وار کرتا۔ تو وہ گردن ٹھکاکر نیچے سے تلوار مارتا
اور اس نیزہ کو قلم کر کے پھینک دیتا۔ چنانچہ خوارج کے ہمنہ کو ہی کی بد
شکست ہوتی تھی۔ اس کی بہادری کا یہ عالم تھا کہ جب گھسان کا زون پڑتا
تو وہ مسکراتے لگتا۔ مہلب کا بیان ہے کہ میں نے میدان جنگ میں
ہمیشہ ہنس کھہی پایا ہے۔

فتح کی خوشخبری | مہلب نے حادثہ بن عبداللہ والی بصرہ کو
بصرہ کی فتح کی خوشخبری بھیجی، تو اسے باب

میں لکھا "ابعد، تمہارا خط ملا جس میں تم نے فتح کی خوشخبری دی ہے۔
اے ازدی" تمہیں مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا کی عزت اور آخرت
کا ثواب عطا فرمائے۔ والسلام۔"

مہلب نے خط پڑھ کر کہا "دیکھو۔ یہ شخص مجھے صرف "ازدی" یعنی
کی حیثیت سے پہچانتا ہے۔ گویا میں بالکل ایک گناہ آدمی ہوں اور
صرف اپنے قبیلے کی بدولت پہچانا جاسکتا ہوں۔ اہل مکہ واقعی احمق ہیں"

اہواز سے چل کر جب خوارج ارجان پہنچے
تو انہوں نے زہیر بن ماحوز کو اپنا سردار

خوارج کی شکست | مقرر کیا اور دوبارہ مہلب کے مقابلہ پر آئے، لیکن شکست کھا کر وہاں
ہو گئے۔ آخر کار مہلب کو ان کے مقابلہ میں ایک شاندار فتح حاصل
ہوئی اور وہ لوگ ہتھان چلے جانے پر مجبور ہو گئے۔ اور مہلب ہاں
سے حاکم مقرر ہو کر موصول ہوا گیا۔ اس کے چلے جانے کے بعد خوارج نے
دوبارہ ارجان پر قبضہ کر کے اس کو اپنا مستقر بنالیا۔

(باقی آئندہ)

فضائل سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

معاذین کے اعتراضات کا جواب

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ کے قلم سے
(مترجمہ مولانا حکیم پیر عبدالحق صاحب ہوشیارپوری فاضل دیوبند
و مولوی فاضل و سند یافتہ تکمیل الطب لکھنؤ، نزہت امرتسرا)

مضمون ذیل علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی ایک تصنیف کا ترجمہ ہے۔ جو احقر نے حضرت مولانا محمد بہاء الحق صاحب قاضی کے ارشاد کے بموجب مرتب کیا ہے۔ گذشتہ زمانہ کے قطع کردہ فتوؤں کی جڑیں اس آزادی کے زمانہ میں نئے سرے سے شلخ پتے پیدا کر رہی ہیں۔ حضور پروردہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو معصود لوگ بھی لگائے ہیں۔ یہ دیکھتے اور تقریباً اسلام کے ساتھ ساتھ ابتداً زمانہ سے ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں اور ان کا قطع قمع بھی ہر ممکن طریق سے علماء اسلام ساتھ ہی ساتھ کرتے رہے ہیں۔ بالخصوص حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق عام بدگمانی رہی ہے اور اب بوجہ آزادی مذاہب ترقی کر رہی ہے۔

نظر میں علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی تصنیف

”تہذیب الجنان واللسان من بخور والتقوہ بلب سیدنا معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہما“ کا اردو ترجمہ شائع کیا جاتا ہے۔ یہ ایک مستقل تصنیف حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب و فضائل میں ہے جس کو علامہ موصوف نے ہندوستان کے مشہور شہنشاہ ہمایوں رحمہ اللہ کی دعوت پر لکھا تھا۔ انصاف پسند حضرات کو اس سے نفع ہونے کی امید ہے۔ ہاں ختم اللہ علی قلوبہم کے مصداق کو اس سے کوئی نفع نہیں ہو سکتا۔

ترجمہ میں عربی عبارت اور اس کے اصلی مذاق کی رعایت

کرنی پڑتی ہے، اس لئے عبارت پوری صاف اور رنگین نہیں ہو سکتی۔ اہل نظر سے امید ہے کہ وہ اس عذر کو قبول کرتے ہوئے تحریر ہذا میں عبارت کی رنگینی تلاش نہ فرمائیں گے۔ اس سلسلہ میں بعض ذاتی معلومات کو مرتب کر کے اسی کتاب کا جزء بطور ”خاتمہ“ بنایا جائے گا جس کی اہمیت دیکھتے معلوم ہو سکتی، انشاء اللہ فی الحال اصل کتاب کا ترجمہ پیش کرتا ہوں۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و ہو حبنا و نعم الوکیل۔

عبدالحق عفا اللہ عنہ ساکن ٹانڈہ ضلع ہوشیارپور،
نزہت امرتسرا۔ چوک فرید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریفیں اُس خدا کے لئے ثابت ہیں جس نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب اور آل (رضی اللہ عنہم) کی تعظیم تمام مخلوقات پر واجب کر دی اور ان کو اللہ تعالیٰ نے ہر عیب اور بُرائی اور لغزش سے پاک کر دیا اور ان کو تمام عالم میں ممتاز فرمایا کہ وہ ہر کمال میں اور ہر میدان میں سب سے باری لیجائے والے ہیں اور ہم خدا کے وعدہ لا شریک کی توحید کی گواہی دیتے ہیں کہ اُس کریم اور غفار کا کوئی شریک نہیں۔ نیز ہم شہادت دیتے ہیں کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور نبی مختار ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) علی آلہ و اصحابہ صلوٰۃ و سلام آپ پر اور آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر ایسا درود و سلام ہو کرات اور دن کے چکر کی طرح ہمیشہ جاری رہے اور جب تک کہ ان کے براہین علیہ اور دلائل قاطعہ معاذین کے نقول کو عرض کریں اور جواب میں قطع کرتے رہیں۔

بعد حمد و صلوٰۃ کے یہ چند اوراق ہیں جو میں نے سیدنا امیر المومنین ابو عبد اللہ محمد بن معاویہ رضی بن صفوان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف قریشی اموی کے فضائل اور آپ کے مناقب میں تالیف کئے ہیں اور آپ کی لڑائیوں کے واقعات اور بعض اعتراضات کے جوابات میں ہیں۔ جن کی وجہ

بہت سے اہل بدعت دھوئی نے ان کو گالی دینا مباح سمجھا۔ خواہ جہالت کی وجہ سے یا جان بوجھ کر ان احادیث کو معمولی سمجھتے ہوئے جو آپ کی شان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔ اور آپ کی والدہ ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف ہیں اور وہ احادیث جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت تاکید اور مبالغہ کے ساتھ فرمایا ہے، بہت سی ہیں کہ کسی کو ہمارے اصحاب میں سے بالخصوص ہمارے اہل بیت یعنی سسرال والوں کو یا ہمارے کاتبوں یا جن کو انہوں نے بشارت دی ہے نہ گالی دی جائے، نہ ان کی تنقیص کی جائے۔ بالخصوص جن کی شان میں یہ بشارت ہو کہ یشخص عنقریب ہماری امت کا مالک ہوگا۔ اور کہ اس کے لئے دعا فرمائی ہو کہ وہ ہدایت پانے والا اور ہدایت دینے والا ہے۔ جیسا کہ آگے آئیگا۔ یا اور اسی قسم کے فضائل کثیرہ ان میں ہیں۔

اور وہ احادیث جن میں مبالغہ کے ساتھ صحابہ کی تنقیص سے منع فرمایا گیا ہے، یہ ہیں:-

(۱) جس شخص نے میرے اصحاب میں سے کسی کو تکلیف یا آذ دی۔ اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی، اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی، اس کو خدا ہلاک کرے گا۔ (۲) جو شخص خراج و خیرات کرے، اگرچہ وہ اُحد پہاڑ کے مقدار میں سونا خیرات کرے، ان صحابہؓ کے ایک ہدیہ نصف (جو چند لوگوں کا ہوتا ہے) کے خیرات کے ثواب تک نہیں پہنچ سکتا۔ (۳) جس نے ان میں سے کسی کو گالی دی، اس پر اللہ تعالیٰ کی اور ملائکہ کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی نہ نفل عبادت قبول کرے گا نہ فرض۔

اس کتاب کی تالیف کا سبب لاطین ہند میں سے بڑے مشہور و معروف سلطان ہمایوں ہیں۔ جو ہند کے سب بادشاہوں میں سے زیادہ صلح اور سنت و عرا کے ساتھ رہنے کے زیادہ تسک کرنے والے اور اہل سنت

کے ساتھ زیادہ محبت رکھنے والے ہیں۔ اور اس کے برخلاف جو کچھ ان کی طرف منسوب ہے (یعنی میلان ان کا شیعیت کی طرف) سو وہ اس تحریر کی درخواست کرنے سے بالکل ہر شک اور ہر اہمیت کو دفع کرنے والا ہے۔ چنانچہ تو اتر سے ثابت ہے کہ وہ اپنی آخری عمر میں پہلی عمر کی طرح تھے (یعنی کسی زمانہ میں شیعہ نہیں تھے)

بلکہ ہمارے سامنے ایک شاہ ہمایوں کے اوصاف حمیدہ

شیخ المشائخ کے رتبے میں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے اور بڑے لوگوں میں سے ہیں، بیان کیا کہ بادشاہ ہمایوں کے اندر اللہ تعالیٰ سے حیا اور شرم اس قدر ہے کہ چالیس سال ہوئے کہ انہوں نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔ اور یہ کہ وہ صرف اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے ہیں اور جو علماء کرام علماء اہل سنت میں سے ان کے پاس آتے ہیں انکی اس قدر عزت کرتے ہیں اور اتنی تعظیم کرتے ہیں جو آجنگ ان کے سو کسی دوسرے بادشاہ کے متعلق سُننے میں نہیں آتی مثلاً بار بار اُس مہمان عالم کے پاس خود آنا اور باوجود ایک وسیع ملک کا بادشاہ ہونے کے اور عظیم الشان لشکر کا مالک ہونے کے وہ اس عالم کے سامنے (زمین) مٹی پر چھوٹے طالب علموں کی طرح بیٹھتے ہیں اور اس مہمان عالم کے ساتھ بہت بڑے اُمراء کا سلسلہ کرتے ہیں۔ ہر قسم کے انعامات اور کھانوں سے اس کو معزز فرماتے ہیں۔

ان کی اس درخواست کی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب کے متعلق کچھ لکھا جائے، وجہ یہ ہے کہ ان کے ملک میں ایسی قوم پائی گئی ہے، جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص کرتے ہیں اور ان سے بغض رکھتے ہیں اور مختلف قسم کے فرضی واقعات ان کی طرف منسوب کرتے ہیں، جن سے کہ وہ بالکل بُری ہیں۔ کیونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے جو واقعات صحیح طور پر منقول ہیں۔ ان پر ان کا اقدام کسی نہ کسی تاویل کی وجہ سے ہے۔ جو اس کے گناہ ہونے کو روک دیتی ہے (یعنی وہ فعل حدود و شریعہ کے اندر ہی ہوتا ہے)

اور حضرت اوس سے ہدایت کا حصہ نہیں، اس میں نہ قرآن شریک کیا
نہ حدیث۔ اور اس رسالہ کا نام میں نے ”تظہیر الجنان
واللسان عن الخطور والتفویع بثلث معاد یتیم ابی
سفیان“ رکھا اور اس میں مولانا حضرت امیر المؤمنین علی رضی
واسطے اثبات ہی کیا ہے اور ان کی مدح ظاہر کی ہے۔
اور میں نے اس رسالہ کو ایک مقدمہ اور چند فصول اور ایک
خاتمہ پر مرتب کیا ہے۔

مقدمہ | اے مسلمان! جبکہ تیرا دل اللہ اور اس کے رسول
کی محبت سے پُر ہے تو تم پر واجب ہے کہ تم اپنے
محمّد بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے کل اصحاب کرام سے بھی محبت
رکھو، کیونکہ ان پر اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا عظیم الشان احسان
فرمایا ہے، جس میں کسی دوسرے کو ان کے برابر نہیں کیا اور وہ
احسان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک کا ان پر پڑنا اور
آپ کا ان کو ایسے درجہ تک پہنچا دینا جہاں تک دوسروں کی
رسائی نہیں، اپنے کمالات اور وسعت علوم اور بہت بڑی
استعداد اور نبی کے سچے وارث ہونے میں اپنا شریک نہیں
رکھتے۔ نیز تم پر واجب ہے کہ تم یقین رکھو کہ وہ سب کے سب
عدل اور تقہ ہیں جیسا کہ ان کے عدول اور متبر ہونے پر سب
و خلف کا اتفاق ہے اور جو بعض واہیات لوگوں نے ان کی
شان میں بکواس کیا ہے، اس سب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے
اس قول میں دفع فرما دیا ہے۔ ”قوله تعالیٰ“ رہفی اللہ عنہم
وہم فوا عنہ“ یعنی اللہ تعالیٰ ان سے رہی ہو گیا اور وہ
اللہ تعالیٰ سے رہی ہو گئے نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان کی بہت سی مدح اور تعریف فرمائی اور انکی بے ادبی
کو منع فرمایا بلکہ ان میں سے کسی ایک کی بے ادبی کرنے
پر بہت سخت و عید مرتب فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ کیبت
سے جو امت کی طرف صحابہ کے بارے میں حکم پہنچا۔ اس میں
کوئی تفصیل نہیں، عالماں کہ وہ بیان کرنے کا مقام تھا کہ
کہن کن صحابہ سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا۔ پس اگر عوم حکم دیا

بلکہ حضرت معاویہ کے لئے ایک قسم کا ثواب واجب کرتی ہے۔
جیسا کہ آگے آگے میں نے پادشاہ ہمایوں کی حسبِ خواست
یہ رسالہ لکھا اور کچھ ضروری ضروری حالات جن کے بیان کرنے کے
بغیر معاملہ سمجھ میں نہیں آسکتا ہے حضرت امیر المؤمنین مولانا علی بن
ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی جنگ وغیرہ کے حالات بھی اس کے ساتھ
لا دیئے۔ مثلاً ان کی جنگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اور حضرت
طلحہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ یا دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ جو ان
کے ہمراہ تھے۔ ان کا بھی کچھ کچھ ذکر کیا ہے اس حصے کا ترجمہ
خوفِ طوالت نہیں کیا جائے گا۔ عبدالحق عفی عنہ

اور جو لڑایا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خوارج کے ساتھ ہوئی ہیں
وہ بھی اسی میر شاہ کی گزشتہ اور خوارج کے بالغ آدمی ایک روایت
میں بیس ہزار سے اد پر مروی ہیں۔ بنا بر اس علامت اور وصف
کے جن وہ ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دیا ہے
اور اس رسالہ میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
اور خلیفہ صدق تھے۔ پس آپ کے ساتھ جس جس نے جنگ کی
اس نے گویا بغاوت کی۔ لیکن خوارج کے علاوہ جتنے لوگ آپ کے
ساتھ جنگ کرنے والے ہیں وہ اگرچہ خطا پر تھے لیکن ان کو
اس خطا پر بھی ثواب ملیگا۔ کیونکہ وہ سب لوگ امام اور فقہا
اور مجتہد ہیں اور وہ معذرت ہیں اور ان کی تاویل تاویل محمل ہے
بخلاف خوارج کے کیونکہ ان کی تاویل قطعی البطلان ہے جیسا کہ
اس کا بیان (یعنی ان کا یہ فعل ایک تاویل پر مبنی ہے) مفصل
اور مدلل طور پر آگے آجائے گا اور میں نے رسالہ مطلوبہ کے
ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حالات اس واسطے ملا دیئے کہ
ایک طائفہ نیرید کی مدح میں مبالغہ کرتا ہے اور وہ نیرید یہ کہتا
ہیں اور اس پر جھگڑتے ہیں (تاکہ ناظرین پر حقیقت واضح ہو جائے)
اور میں نے اس رسالہ میں عنانِ قلم کو اس وسیع میدان میں قابو
ہونے سے خوب روکا ہے اس واسطے کہ جس کو اللہ تعالیٰ کی
طرف سے ہدایت عطا فرمائی گئی۔ اس کو چھوٹی سی دلیل بھی کافی ہے
عے یعنی علامت و وصف ۱۲

حضرت سعد کا واقعہ صحیح روایت سے ثابت ہے کہ سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس حضرت خالد بن ولیدؓ کا ذکر کسی شخص نے بطور عین کیا۔ اس پر حضرت سعدؓ نے باوجودیکہ اُن کو خالد بن ولیدؓ سے اختلاف تھا، فوراً اس شخص کو روک دیا اور فرمایا کہ چپ رہو۔ ہمارا اختلاف ہمارے دین تک نہیں پہنچا یعنی معمولی دنیوی امور میں اختلاف ہے)

حضرت زبیر کا واقعہ ایک معمولی سند کی روایت سے یہ واقعہ منقول ہے کہ حضرت زبیرؓ اور حضرت علیؓ کی ملاقات ایک بازار میں ہو گئی اور حضرت عثمانؓ کے کسی معاملہ میں آپس میں گفتگو تیز ہو گئی۔ اس پر حضرت زبیرؓ کے بیٹے عبداللہؓ نے جو ہمراہ تھے، حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کو ایک تیز کلمہ کہا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا "کیا عبداللہ کی بات کو تم نہیں سنتے؟ چنانچہ حضرت زبیرؓ کو سخت غصہ آیا اور بیٹے کو مارا، پھر واپس آئے۔

(ان ہردو روایتوں سے ثابت ہو گیا کہ اصحاب کرام کا اختلاف اگر تھا، تو محض دین کی خاطر اور وہ بھی اس حد تک کہ جہاں تک قانون شریعت کی اجازت ہے، اس کے اندر رہ کر، نیز اگر آپس میں اچانائے ایک دوسرے کی شان میں سخت کلمہ کہہ دیتے تھے، تو دوسرے کی زبان پر حریف کی شان میں معمولی سی بات بھی گوارا نہیں کر سکتے تھے مگر ہم)

اہل بصرہ کا واقعہ ایک روایت میں ہے جس کے راوی سب عتبہ بن عریضہؓ کے پاس آئے اور انہوں نے حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کے متعلق پوچھا۔ عتبہؓ نے فرمایا میں کیا تم اسی بات کو دریافت کرنے کے واسطے آئے ہو؟ انہوں نے کہا، جی ہاں۔ فرمایا، ثلاث امة قد خلت الایة (یعنی وہ لوگ اپنے اعمال کا کراپنے ہمراہ لے گئے اور تم سے تمہارے اعمال کی پرسیش ہوگی، نہ کہ ان کے اعمال کی پس کس داہمیت فکر میں پڑے ہو)

حضرت زبیر کا قول ایک ایسی روایت ہے جس کے کئی راوی صحیح کے راوی ہیں، مگر ایک راوی مختلف فیہ ہے، ثابت ہے کہ حضرت زبیرؓ آپہ واقف و افتخار

مراد نہ ہوتا تو اس کو مجمل نہ چھوڑا جاتا، بلکہ نام لے کر اُن صحابہ سے رضا ظاہر فرماتا اور جب سبائیت میں کسی کا نام نہیں لیا، تو معلوم ہوتا کہ اس وقت کے کل اصحاب سے اللہ تعالیٰ رہنی ہو گیا) اور اس میں کسی کو بھی شک نہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہر صحابی سے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نسب و قربت میں بھی علم و فضل اور علم و اخلاق میں بھی جیسا کہ ابھی آپ جو یہ سب کچھ واضح ہو چکا اور وضاحت سے بیان کیا جائے گا۔

پس مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر جن سے کہ وہ (شیعہ و سنی) بالافاق متصف ہیں ان کی محبت واجب ہے۔ (۱) شرف اسلام۔ (۲) شرف صحبت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (۳) شرف نسب۔ (۴) شرف مصاہرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ان کی مرافقت جنت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگی اور ان کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہونا آگے بڑھ کر طور پر آئے گا۔ (۵) شرف علم (۶) شرف حلم اور اخلاق کی کمی (۷) شرف امامت (۸) اور پھر شرف خلافت۔

ان جملہ امور میں سے ہر ایک ایک وجہ ایسی ہے کہ اس کی بناء پر ان کے ساتھ محبت متاکدہ (یعنی پختہ محبت) ہونی چاہیے اور جب کہ سب جمع ہو جائیں اور جس کے دل میں حق کی طرف میلان ہو اور سچ کو قبول کرنے کی استعداد ہو، وہ اس کے بعد کسی تفصیل کا محتاج نہیں۔ بجز زیادتی تاکید کے واسطے یا وضاحت کی زیادتی کے واسطے۔

اور اے خدا سے حق کی توفیق پانے والو! تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول مبارک کو غور سے سوچو کہ "جب میرے اصحاب کا ذکر ہو تو تم رک جاؤ" (یعنی کسی کو برا لفظ نہ کہو) اس کی سند کدراوی شکل صحیح کے راوی ہیں۔ مگر ایک میں اختلاف ہے۔ سو اس کی توثیق از جنان وغیرہ نے کی ہے اور ان کے الفاظ یہ ہیں کہ جس نے میرے اصحاب کی عزت سچائی، وہ میرے پاس حوض کوثر پر آئے گا اور جس نے میرے اصحاب کی عزت نہ سچائی (یعنی ان کو بے عزت کیا، گالی گلوچ کیا، وہ مجھ کو قیامت کے دن دیکھیں گے بھی نہیں۔

خونناک اور تلخ ہے۔

حاصل

اس تقریر کا یہ ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان لڑائیاں ہوتی ہیں، وہ صرف دنیا ہی میں ختم ہو گئیں۔ آخرت میں وہ سب لوگ مجتہد اور مشاب ہیں۔ فرق اُن کے درمیان صرف اتنا ہو گا کہ جس نے اجتہاد کیا اور وہ اپنے اجتہاد میں صحیح راستے پر چلا۔ جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور اُن کے رفقاء وغیرہ۔ ان کے لئے دو اجر بلکہ دس اجر ہیں۔ جیسا کہ روایت میں ہے اور جس نے اجتہاد طلب حق کے لئے کیا مگر اس سے خطا ہوئی۔ جیسا معاویہ رضی اللہ عنہ۔ تو اس کی پورے ایک اجر ہے (دو ہزار دس گنا ثواب نہیں) کیونکہ وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی رضا کے طالب تھے اور اس کے احکام کی اطاعت میں پوری کوشش کرنے والے تھے۔ جہاں تک انکی عقل کی رسائی تھی۔ انہوں نے خرچ کی۔ اور قوت اجتہاد (فیصلہ) جو ان کو ان کے وسیع علوم نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل تھی۔ انہوں نے صرف کی (اس کے بعد جو راستہ ان کو نظر آیا، اس پر انہوں نے عمل کیا) پس اگر تم اپنے دین کو بدعت کے فتنے اور عناد و بغض (کی آگ سے) محفوظ رکھنا چاہتے ہو تو اسکو خوب سمجھ لو اور اللہ تعالیٰ ہی سیدھے راستے کی ہدایت کر سکتے ہیں۔ دھو حجبنا و نغمد الوکیل۔

تہتر فرقوں میں سے کونسا حق پر ہے؟ | ایک حدیث دو سندوں سے

مردی ہے اور اس کے راوی معتبر ہیں، بجز ایک راوی کے، سو اس کی توثیق ابن معین وغیرہ نے کی ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل یا یہود اکثر فرقوں میں متفرق ہو گئے، اور نصاریٰ بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے اور میری امت کا ایک فرقہ اُن سے بھی زیادہ ہو گا (یعنی تہتر فرقے ہو گئے۔ فرمایا) کل کے کل دوزخ میں جاؤ گے مگر سو ادا اعظم (یعنی بڑی جماعت) اور ایک دوسری ضعیف روایت میں ہے کل ان کے گمراہ ہوں گے مگر سو ادا اعظم صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا

لا تصیبین الذین ظلموا منکمْ خاصۃ پڑھ کر فرمایا کرتے تھے کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ و عثمانؓ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں کہا کرتے تھے کہ نہ معلوم یہ آیت کن لوگوں کے بارے میں ہے اور ہم کو یہ گمان بھی نہ تھا کہ یہ آیت ہمارے بارے میں اُتری ہے۔

اختلاف اُمت یونہی مقدر تھا | ایک صحیح روایت سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا، مجھ کو وہ مصائب دکھائے گئے، جن سے میرے بعد میری اُمت کا سامنا ہو گا۔ اور آپس میں ان کا ایک دوسرے کا خون گرانا بھی دکھایا گیا اور یہ اللہ جل شانہ کی طرف سے مقدر تھا۔ جس طرح کہ پہلی امتوں میں بھی مقدر تھا۔ پس میں نے یہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجھ کو قیامت کے روز ان سب کی شفاعت کا حق عطا فرمائیں، تو اللہ تعالیٰ نے میری یہ درخواست قبول فرمائی چنانچہ ایک حدیث میں جس کے راوی سب معتبر ہیں، یہ فرمایا کہ میری امت کا عذاب دنیا میں ہی ہو چکے گا یعنی جو تکالیف و مصائب ان کو پیش آئیں گے، وہ ان کے گناہوں کا کفارہ بن جائیں گے اور یہ حدیث بھی صحیح طور سے ثابت ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے اس امت کا عذاب ان کو دنیا میں ہی کر دیا ہے" (یعنی آخرت میں ان معاملات کی وجہ سے کسی کو ان میں سے عذاب نہ ہو گا) نیز ایک روایت میں کہ جس میں ایک راوی مشکوک ہے مگر اس کی توثیق ابن جبران نے کی ہے، یہ مضمون ہے کہ میری امت امتیہ مروجہ ہے، ان سے عذاب اٹھایا گیا پس کسی عذاب سے بھی جو آسمان سے نازل ہو، ان کی بیخ کنی نہ ہوگی، مگر ہاں ان کا آپس کے اند ایک دوسرے کو عذاب دینا یہ باقی ہے یعنی ایک کی دوسرے سے جنگ۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر مروی ہے۔ کہ انہوں نے اپنے رب سے یہ درخواست فرمائی کہ امت کے لوگ آپس میں لڑیں بھڑیں نہیں۔ تو یہ درخواست منظور نہیں ہوئی۔ اور ایک ضعیف حدیث میں ہے کہ اس امت کا عذاب تلوار سے ہو گا اور ان کے لئے فیصلہ کاہ قیامت کا دن ہے اور قیامت

نے ان کے جھگڑنے کی شکایت خود قرآن میں فرمائی۔ ماضی بواک لٹ
الاجد لا بل ہم قوم خصمون۔ پس وہ خوب اپنی تقریریں
پر اڑے رہے۔ حتیٰ کہ ان کو اسی عناد کی وجہ سے توارنے فدا کیا
اور بالکل ٹھیک اسی طرح یہ مبتدعین ہیں۔ ان کے ساتھ کلام
کرنا فضول ہے۔ ہذا ان سے قطعاً اعراض کرنا چاہیے اور
جو علوم کہ دنیا اور آخرت میں تمہارے لئے مفید ہیں۔ ان کے
لئے سنی کرنا چاہیے۔

فصل اول

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کے بیان میں

واقفی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اسلام
صلح حدیبیہ کے بعد واقع ہوا۔ اور (واقفی کے سوا) دوسرے
علماء کے نزدیک صلح حدیبیہ میں مسلمان ہوئے اور انہوں نے
اپنا اسلام اپنے ماں باپ سے مخفی رکھا حتیٰ کہ فتح مکہ کے دن
ظاہر کیا۔ یس گویا کہ وہ عمرہ القضاء میں مسلمان تھے جو صلح
حدیبیہ کے بعد سترہ سات ہجری میں ہوا اور فتح مکہ سے
ایک سال پہلے مسلمان تھے۔ اور یہ روایت اسی کی تائید کرتی
ہے۔ جیسا کہ غیر واقفی نے روایت کیا۔ وہ حدیث جو امام احمد
نے امام محمد باقر سے روایت کی ہے۔ امام محمد باقر فرماتے ہیں۔
کہ میں نے حضرت زین العابدین سے انہوں نے اپنے والد
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے ابن عباس رضی
اللہ عنہ سے سنا کہ حضرت معاویہ فرماتے تھے کہ میں نے مقام مردہ چھوڑ
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بال چھوٹے کئے تھے۔ اور اصل حدیث
صلح حدیبیہ سنہ ہجری میں ہوئی، عمرہ القضاء سنہ ہجری
میں ہوئی۔ فتح مکہ سنہ ہجری میں ہوئی۔

عمرہ یعنی عمرہ سے جب فارغ ہوئے تو احرام سے نکلنے کی غرض سے
بال مبارک کٹوائے تھے اور وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کٹے تھے۔ اس سے
معلوم ہوا کہ وہ اس وقت رازدار مسلمان تھے۔ (مترجم عفی عنہ)

رسول اللہ صلعم سواد اعظم کون ہے؟ آپ نے فرمایا، وہ لوگ
جو میرے راستے پر ہیں اور میرے اصحاب کے راستے پر ہیں اور جس
نے اللہ کے دین میں شک نہیں کیا اور نہ ہی اہل قبلہ میں سے
کسی گناہ کی وجہ کسی کو کا فر کہا۔

اس حدیث سے علم لے لیا گیا ہے کہ مراد حضور علیہ السلام
کی اہل حق سے اہل سنت ہیں اور اہل سنت کا اطلاق ابوالحسن
اشعری اور ابو منصور ماتریدی کی متبعین پر ہوتا ہے۔ کیونکہ یہی
لوگ ہیں جو حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام اور ان کے تابعین
اور تبع تابعین کے راستے پر قائم ہیں۔ نیز یہ کہ وہ سواد اعظم
بھی ہیں۔ کیونکہ تم کو کوئی دوسرا فرقہ نہ ملے گا جو اتنا مشہور ہے۔
جیسے یہ مشہور ہیں یا کہ وہ اتنا کثیر ہو، جتنے یہ کثیر ہیں (یعنی سواد
اعظم کا اطلاق اہل سنت ہی پر ہو سکتا ہے)، اور بقیہ فرقوں کی
نسبت عامہ مسلمین کے ساتھ ایسی ہے جیسے فرقہ یہود اور فرقہ
نصاروی کی۔ کیونکہ بقیہ سب فرقے خفیہ ذلیل اور خوار اور کمزور
ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ایسا ہی رکھے۔ آمین۔

حدیث صحیح میں آیا ہے کہ جہل (جھگڑنے) کی قوت
متنبیہ (باطل سے زیادہ) ہو جاتی ہے اور جھگڑنے پر قادر ہوتا
گراہی کی علامات (خاصہ) میں سے ہے۔ اور اس حدیث کی اصل
قرآن شریف میں ہے۔ قولہ تعالیٰ ماضی بواک لٹ الاجد لا
بل ہم قوم خصمون۔

پس اسے نیکوحت! تم اس امر سے بہت خوف کرو کہ کسی
مبتدع کے ساتھ جہل اور مقابلے میں کھڑے ہو جاؤ۔ کیوں کہ
اگر تم ان پر یقینی جیتیں اور دلائل برہانہ اور آیات قرآنیہ بھی
پیش کر دو گے، تو وہ تمہاری طرف کبھی نہ جھکے گا۔ بلکہ وہ اپنے
عناد اور بہتان پر قائم رہے گا۔ کیوں کہ اس کے دل میں ہمت
اور غلظہ و توفیق و سنت کے (سچے) راستے سے پیڑھا چلنے کی
محبت خوب گھس گئی ہے اور یہ لوگ قریش کے کافروں کے
نیچے چلنے والے ہیں (دیکھئے) ان میں نہ کسی دلیل نے اثر کیا،
نہ قرآن نے، بلکہ انہوں نے خوب جھگڑا کیا حتیٰ کہ رب العالمین

اور اسی طرح اپنے اہل کے پاس چلے گئے اور اس پر پونچ گئے پھر صبح کی نماز کے لئے اپنے اہل کے پاس سے اس طرح نکلے جیسا کوئی ان کے اندر رات گزار کر نکلتا ہے پس اس عمرہ کا علم بجز آپ کے چند خاص لوگوں کے جو ہمراہ تھے، کسی کو نہیں ہوا۔ اور معاویہ رضی اللہ عنہ میں ایسے خاص لوگوں میں سے نہ تھے۔ پس ان کا اس عمرہ میں ہمراہ ہونا اور بال کاٹنا بالکل بعید ہے۔ اور معتزل نے اس تحقیق پر نظر نہ کی چنانچہ واقعہ غلیہ یا قولیہ میں جب احتمالات نکالے جاتے ہیں تو اسی طرح ہوتا ہے۔

دوسرا اعتراض

ہم نے تسلیم کیا کہ فتح مکہ سے پہلے مسلمان تھے اور انہوں نے اپنا اسلام مخفی رکھا (والدین سے بھی) تو انہوں نے (بایضوت) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کیوں نہ کی۔ یہ ایک بہت ہی نقص کی بات ہے۔ جو آپ اس کا یہ ہے کہ صرف ہجرت نہ کرنا تو کوئی نقص کی بات نہیں۔ کیونکہ یہ واقعہ تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے بھی پیش آیا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں۔ کیونکہ قل راج ان کے حق میں یہ ہے کہ وہ جنگ بدر میں مسلمان ہو گئے تھے۔ اور فتح مکہ تک انہوں نے اپنا اسلام مخفی رکھا۔ یعنی تقریباً چھ برس تک۔ اور معاویہ نے تو اپنا اسلام ایک ہی سال چھپایا۔ اور باوجود اس کے حضرت عباس رضی اللہ عنہ میں اس امر کو کسی نے نقص شمار نہیں کیا۔ اور اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر بھی یہ اعتراض قطعاً وارد نہ ہوگا کیونکہ اگر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا اخفاء اسلام کسی عذر کی وجہ سے ہوا تو اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی بنا بر اس قول کے کہ وہ صلح حدیبیہ میں مسلمان تھے کوئی عذر پیش آیا ہوگا۔ اور ہجرت کا وجوب اور تعین تو وہیں ہو سکتا ہے۔ جہاں پر کوئی عذر نہ ہو۔ اور من جلد اور قسم کے عذر کے ایک عذر یہ بھی ہے کہ صاحب اسلام (جس پر آپ ہجرت واجب کہتے ہیں اس) کو یہ پتہ ہی نہ ہو کہ مجھ پر ہجرت واجب ہے یعنی اسکو

بخاری شریف میں حضرت ابن عباس (کے شاگرد) طاؤس سے بایں الفاظ مروی ہے کہ میں نے چیخی سے بال چھوٹے کئے تھے (قصرت بمشقص) اور اس میں دونوں روایتوں میں مروءہ کا ذکر نہیں۔ پس پہلی روایت (جو امام حنین رضی اللہ عنہ سے ہے) اس میں بعض لوگ (مروءہ کا لفظ دیکھ کر) کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ عمارہ القصد میں مسلمان ہو چکے تھے۔ کیونکہ اس میں صاف ذکر ہے کہ مروءہ کے پاس بال مبارک چھوٹے کئے (جو عمرہ کے احرام سے فارغ ہوتے وقت کئے جاتے ہیں) اس روایت سے یہ امر تو متعین ہو گیا کہ یہ تقصیر (یعنی بال کاٹنا کسی نہ کسی) عمرے میں ہی تھا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں (بال کاٹوائے نہیں بلکہ) منڈوائے تھے بقام منے اور یہ (حلق) اجماعاً ثابت ہے۔

اور دوسری روایت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے (اگرچہ اس میں عنہ مروءہ کا لفظ نہیں) کیونکہ حجۃ الوداع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بال کاٹوائے نہیں، نہ مکہ میں نہ منے میں۔ پس یہ تو متعین ہو گیا کہ بالوں کا کاٹنا کسی نہ کسی عمرہ میں ہوا ہے۔ (دنا بریں) اگر تم کہو کہ یہ بال کاٹنا آپ کے عمرہ حترانہ میں ہوا۔ جو فتح مکہ اور ہزیمت

اعتراض اول

حتیں اور ان کو قید کر کے ان کو اور ان کے بالوں کو حترانہ میں لانے کے بعد آٹھویں سال ہجرت کے اخیر میں ہوا۔ تو اس میں (یعنی اس حدیث مذکور میں معاویہ کے اسلام پر) تہار کے لئے کوئی حجت نہ رہی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حترانہ کا عمرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو کیا اور اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی مخفی کیا۔ اسی واسطے بعض لوگوں نے تو اس کا انکار ہی کر دیا اور عمرہ حترانہ یوں ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کرام کے ہمراہ نماز عشاء پڑھ کر اپنے اہل کے پاس تشریف لے گئے۔ جب لوگ اپنے اپنے ٹھکانے جا کر سو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم عمرے کا احرام باندھ کر چند آدمیوں کے ہمراہ (فی لیلہ قلیل) مکہ کی طرف نکلے اور احکام عمرہ پورے کئے

و جب ہجرت سے لاعلمی ہو تو وہ شخص معذور سمجھا جائے گا۔
(اسی طرح معاویہؓ کو ممکن ہے و جب ہجرت کا علم ہی نہ ہو۔)
دوسرا عذر ان کا ایک روایت میں مذکور ہے۔ کہ ان کی والدہ نے کہا تھا کہ اگر تم ہجرت کرو گے تو ہم تم سے نان و نفقہ بند کر لیں گے اور یہ ظاہر عذر ہے۔

تیسرا اعتراض | واقعی کی روایت مذکورہ پر کہ حضرت عائشہؓ کا اسلام قبل الفتح ثابت ہے یا یہ ہے کہ حدیث صحیح میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے منقول ہے کہ ہم نے حج کے نہیں ہونے میں عمرہ کیا اور یہ یعنی معاویہؓ ان دنوں کافر تھے (اس سے ثابت ہوا کہ حضرت معاویہؓ نہ فتح مکہ سے پہلے مسلمان نہ ہوئے تھے) جو آپ اس کا ظاہر ہے کہ ہم نے تو اوپر واضح کر دیا ہے کہ معاویہؓ نے اپنا اسلام مخفی رکھا جس طرح دوسرے لوگوں کو ان کے مسلمان ہونے کی خبر نہ تھی۔ اسی طرح حضرت سعدؓ کو بھی خبر نہ تھی۔ انہوں نے اس وقت تک ان کو بطور ہتھیاب حال کے کافر ہی سمجھا۔ اور ظاہر کے اعتبار سے اپنے کلام میں ان پر کفر کا حکم لگایا اور یا اپنے علم کے اعتبار سے ان کو ایسا کہا اور حضرت معاویہؓ کا اسلام فتح مکہ کے دن تو بالاتفاق ثابت ہے جس طرح ادن کے والدین اور ان کا بھائی زبیر اس روز مسلمان ہوئے تھے۔

چوتھا اعتراض | ان پر یہ ہے کہ بعض ائمہ نے حضرت معاویہؓ رض کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ جنگ حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور حضورؐ نے ان کو ہوازن کی غنیمت میں سے ایک سو اونٹ اور چالیس اوقیہ سونا دیا تھا اور حضرت معاویہؓ اور ان کے والدان دنوں مولفۃ القلوب میں سے تھے۔ پھر ان دنوں کا اسلام بہت اچھا ہو گیا۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت معاویہؓ کا اسلام فتح مکہ سے پہلے نہ تھا۔ اس واسطے کہ اگر وہ پہلے کے مسلمان ہوتے۔

اور اپنے باقی اہل و عیال سے ان کا اسلام سابق ہوتا، تو تقسیم غنیمت حنین میں اپنے باپ کی طرح مولفۃ القلوب میں سے شمار نہ ہوتے۔ (جو آپ) جواب ملے یہ ہے کہ جنہوں نے حضرت معاویہؓ رض کو (جنگ حنین میں) مولفۃ القلوب میں سے شمار کیا ہے۔ ان کے علم میں بھی ہے کہ وہ فتح مکہ کے دن ہی مسلمان ہوئے ہیں جس طرح حضرت سعدؓ کی روایت میں ہے جو ابھی اوپر گزری۔ اور اس احتمال پر قرینہ یہ ہے کہ جس نے ان کو مولفۃ القلوب میں شمار کیا ہے۔ ان کو مسلمان ہونے میں ان کے والد کا ساتھ ہی سمجھا ہے اور ان کے والد کا اسلام بالاتفاق فتح مکہ ہی کے دن ثابت ہے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ رض کا اسلام فتح مکہ سے ایک سال کے قریب پہلے سے ثابت ہے۔ اور کہ وہ ہجرت کرنے سے کسی عذر کی وجہ سے روکے گئے تھے جیسا کہ اوپر گذرا تو وہ ان کو مولفۃ القلوب میں سے شمار نہیں کرتے۔ کیونکہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ مال عطا فرمایا مولفۃ القلوب میں سے ہونے کی دلیل نہیں۔ فرما حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو دیکھئے (جنگ ید سے لیکر) فتح مکہ تک اپنے اسلام کو مخفی رکھتے ہیں، جیسا کہ ابھی گذرا پھر سحر بن سے نقدی آئی تو حضور علیہ السلام نے ان کو "عطا فرمائی" اور عطاء یہ تھی کہ جتنا مال خود اٹھا سکیں لے لیں پس جس طرح یہاں پر "عطا فرماتا" حضرت عباسؓ کو مولفۃ القلوب میں سے نہیں بتاتا۔ اسی طرح حضرت معاویہؓ کو کچھ عطا فرمایا خاص ان کا نام لے کر اگر بالفرض اس کی صحت کو تسلیم ہی کر لیا جائے تو یہ ان کے مولفۃ القلوب میں سے ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔ اور اس دعویٰ کی پہلی دلیل تو یہی ہے جو مذکور ہوئی جس سے کہ حضرت معاویہؓ کے اسلام کی قوت معلوم ہوتی ہے۔ اور دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت معاویہؓ رض کے اسلام کو قوی تسلیم کرتے ہوئے ان کا کچھ عطا ہوا، تو اس میں ان سے والد ابوسفیانؓ

کی تالیف تھی، کیونکہ وہ اکابر مکہ اور اشراف قریش میں سے تھے اسی واسطے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فتح مکہ کے روز فرمایا تھا کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں امن لیوے، وہ امن میں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابوسفیان کا نام خاص طور پر ذکر فرمایا اور دوسرے کسی کا نام نہیں لیا۔ تاکہ ابوسفیان کی تالیف قلب ہو اور انکی شرافت کا اعلان ہو اور ان کا فخر قوم پر ثابت ہو۔ کیونکہ وہ (طبعاً) اپنی قوم میں فخریہ تھے اور ابوسفیان کا مولفہ القلوب میں سے ہونے کا اثر حضرت معاویہ پر کوئی نہیں ہو سکتا پس وہ ابتدائاً اگرچہ مولفہ القلوب میں سے تھے مگر بعد ازاں ان کا اسلام بہت اچھا ہو گیا تھا اور ان کی صلاحیت بڑھ گئی تھی۔ حتیٰ کہ وہ اکابر صادقین اور افاضی مومنین میں سے ہو گئے تھے اور پھر مولفہ القلوب میں سے ہونا تو کوئی عیب کی بات نہیں۔ ہاں عیب کی بات یہ ہے کہ جو اس وصف سے آگے ترقی کر کے خاص مومنین میں سے نہ بنے اور کہ وہ صرف ان ہی لوگوں میں سے ہو، جو اللہ تعالیٰ کی عبادت ایک کنارے پر کھڑے ہو کر کرتے ہیں۔ اور حضرت ابوسفیان حاشا وکلا ایسے لوگوں میں سے نہ تھے۔ جیسا کہ لڑائیوں میں اور مختلف اسلامی مواقع میں ان کے آثار وصالحہ اس امر پر دلالت کرتے ہیں۔

ابوسفیانؓ کی قوت اسلام کا علم مندرجہ ذیل واقعے سے ثابت ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوسفیانؓ کو تھا۔

کی قوت اسلام کا علم تھا اور ان کے طلب اسلام کی زیادتی اور احکام وادامہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم عاجزی سے قبول کر لینے کو حضورؐ خوب جانتے تھے۔ حتیٰ کہ بعض ایسے احکام جو ابوسفیانؓ کی سابقہ طبیعت جلی کے بالکل برخلاف تھے مثلاً وہ اپنی بیوی اور اپنے بچے معاویہ کی خوراک وغیرہ کے خرچ میں غل کیا کرتے تھے۔ ان سب میں خوشی اطاعت کرنے کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم تھا۔ دیکھئے جب (فتح مکہ کے بعد) ان کا سارا اہل و عیال مسلمان ہو گیا تو ابوسفیانؓ کی بیوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور انہوں نے انکی شکایت کی کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بیشک ابوسفیانؓ

ایک بخیل شخص ہے۔ وہ مجھ کو اتنا خرچ نہیں دیتا۔ جو مجھ کو اور میرے بچے معاویہ کو اچھی طرح کافی ہو سکے۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ تم اس کے مال میں سے اتنا مال لے سکتی ہو، جو تم کو اور تمہارے بچے کو اچھی طرح کافی ہو۔ اب (خوش ہو کر) کس طرح) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی عدم موجودگی میں ان کے برخلاف فیصلہ فرمایا کیونکہ حضورؐ کو یقین تھا کہ ابوسفیانؓ اس کو بخوشی منظور کرینگے اور اس حکم کی پوری اطاعت کریں گے۔ اگرچہ بخیل جیسی پیدائشی عادت کے چھوڑنے میں ان کو اپنے نفس پر غایت مشقت برداشت کرنی پڑے۔

زوجہ ابوسفیانؓ کے یہ وہ واقعہ ہے کہ جس وجہ سے ان کو اسلام قبول کرنے کی توفیق ہوئی۔

قوت اسلام پر دلیل جب مکہ فتح ہوا۔ تو رات کے وقت وہ مسجد الحرام میں گئیں۔ کیا دیکھتی ہیں کہ تمام مسجد اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھری پڑی ہے اور وہ لوگ اپنی پوری کوشش اور سرگرمی سے نماز پڑھ رہے ہیں۔ کچھ قرآن شریف پڑھ رہے ہیں۔ کچھ طواف کر رہے ہیں۔ کچھ لوگ ذکر میں مشغول ہیں اور انکی طرح جو عبادت کسی سے بن پڑتی تھی، اس میں مشغول ہیں۔ اس منظر کو دیکھ کر بے ساختہ اُن کے منہ سے نکلا کہ اللہ کی قسم اس رات سے پہلے کبھی میں نے اس مسجد میں خدا کی اتنی عبادت ہوتی (جو کہ عبادت کرنے کا حق ہے) نہیں دیکھی۔ واللہ ان لوگوں نے ساری رات نماز پڑھتے ہوئے قیام و رکوع میں ہی گزار دی ہے۔ پس اس کو دیکھ کر انہیں اسلام کی طرف سے اطمینان ہوا (اور) بخوشی خاطر اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہو گئیں، لیکن انکو اس بات کا خوف پیدا ہوا کہ اگر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں تو شاید حضرتؐ کے علم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو انہوں نے بڑا سلوک کیا تھا۔ یعنی مثلاً قبیحہ کیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ناراض ہوں اور سزا دیں، لیکن جوں جوں کہ وہ قوم کے ایک شخص کو ساتھ لیکر پہنچیں۔ وہیں پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس قدر کشادگی و سحر

شب برات

(از جناب مولانا محمد شفیع صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند)

دنوی تجارتوں کی ترقی اور ہرقسم کے مال کی نکاسی کے لئے ہر ملک، ہر شہر میں مختلف ایام میں نمائشیں اور خاص خاص بازار لگاتے ہیں۔ اسی طرح حق تعالیٰ نے اپنی رحمت کاملہ سے انسان کی اخروی تجارت، اُس کے اعمال کی ترقی، عملی خسارہ کی مکافات کے لئے خاص خاص اوقات مقرر فرمائے جن میں حقوڑا ساعلم بہت سے ثواب کا باعث ہے اور ان میں استغفار و توبہ کرنا گذشتہ گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ ہر دن کے مخصوص اوقات اور ہر رات کی آخری گھنٹیاں غافل سوداگر (انسان) کو دعوت دیتی ہیں کہ ان میں اپنی تجارت بڑھائے۔ پھر ہر ہفتہ میں جمعہ کا مبارک دن اور اکثر مہینوں میں خاص خاص دن اور مخصوص راتیں اسی کام کے لئے مقرر ہیں۔

شب برات اور شب قدر اور ماہ رمضان المبارک ان ایام و اوقات مخصوصہ میں سب سے زیادہ شان رکھتے ہیں اور انھیں کہ اب یہ سب مبارک دن اور قیمتی راتیں قریب کد ہی ہیں مسلمانوں کو چاہیے کہ اُن سے پہلے اُن کے لئے تیار ہو جائیں اور ان ایام و لیالی کو غفلت میں نہ گذاریں۔ ان میں سے سب سے پہلے شب برات آنے والی ہے۔ اس کے متعلق چند مفید کلمات اس وقت لکھے جاتے ہیں۔

شب برات میں کیا ہوتا ہے ؟

گناہوں کی معافی | حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ آج شہان کی درمیانی رات ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ اتنے لوگوں کو جہنم سے نجات دے گا۔ جتنے قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بال ہیں (اس قبیلہ کی بکریاں سب سے زیادہ مشہور تھیں)

(بقیہ از صفحہ ۱۹)

اور معافی و درگزر پائی۔ کہ ان کے دل میں اس کا کبھی تصور بھی نہ ہو سکتا تھا حضور علیہ السلام نے ان کو مسلمان کیا اور شرط لگائی کہ زنا نہ کرے۔ وہ کہنے لگیں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کوئی شریف عورت زنا کر سکتی ہے؟ گو یا وہ اپنے زعم میں زنا کی تجویز صرف بدکار عورتوں تک ہی مخصوص سمجھیں، جو اس کام کے لئے تیار رہتی ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر شرط لگائی کہ وہ چوری نہ کرے گی۔ اس پر وہ خاموش ہو گئیں اور کہا کہ ابوسفیان (یعنی میرا خاوند) ایک خیل آدمی ہے۔ مجھ کو خرچ اتنا نہیں دیتا جو میرے لئے کافی ہو۔ میں اس کے بتلائے بغیر اُس کے مال میں سے لے کر گذار کرتی ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس میں سے تم بیشک لے لیا کرو، جو تم کو اور تمہارے لڑکے کو کافی ہو اور اچھی طرح کافی ہو۔ جب یہ خبر ابوسفیان کو پہنچی۔ تو اس نے انہوں نے اپنی خوشی کا اظہار کیا بلکہ مسحوح دینا زیادہ کر دیا اور لہا کہ جو کچھ تو

میرے مال میں سے لیوے وہ تیرے لئے حلال ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے واسطے ابوسفیان سے زیادتی نفقہ کے لئے اجازت طلب فرمائی تھی، تو ابوسفیان نے کہا میں نے اس کو رطب یعنی تر چیزوں میں اجازت دی، ریشخک چیزوں میں نہیں۔ اور جب حضرت معاویہ کی والدہ مسلمان ہوئیں تو وہ اسلام پر فوراً اچھی طرح مضبوطی سے ڈٹ گئیں چنانچہ اُس بیت کا (جو بوقت اسلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کی) یہ اثر ہوا کہ انہوں نے جو بیت اپنے گھر میں رکھا ہوا تھا اس کے پاس جا کر کہنے لگیں کہ ہم تو آج تک تم سے دھمکے میں رہے اور ساتھ ہی ساتھ تیشے سے اس کو مارتی تھیں، جسے کہ اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

تنبیہ | مسند حسن سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ سفید رنگ، قد بلند، سر پر چند پا کے بال کم اور ڈاڑھی اور سر کے بال سفید رکھتے تھے اور بعض لوگ جنہوں نے ان کا اہلیہ بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ وہ سب لوگوں میں سے خوبصورت تھے۔ (باقی آئندہ)

کیا وید الہامی کتب ہیں؟

(۱) ازپنڈت آتماند صاحب لوی، بانی ست دھرم نیزیل قسم میں اپنی ناقابل تردید و لا جواب قابل دید تصنیف "ویدک تہذیب" میں جو اسم باسمنی ہے۔ وید منتروں سے اور ویدوں پر خود آریہ سماجیوں، ہندوؤں اور علمائے یورپ کے ترجموں سے ثابت کر چکا ہوں کہ ویدوں میں مٹی، بہن، جی، کر اں کے ساتھ ازدواجی تعلقات، بیوی کا اپنے شوہر کے چھوٹے بھائی کے ساتھ بیجا ت خاوند مجامعت، کنواری لڑکیوں اور شادی شدہ عورتوں کو "یار رکھنے" اور ایک بیوی کو بیک وقت کئی خاوند یا بہنے کی اجازت و تعلیم پائی جانے، اور بیاہ سے قبل کنواری لڑکی کے ساتھ "سوم"، "لینڈھرو"، "اگنی" نامی تین دیوتاؤں کے مہبستہ ہونے اور پھر کئی خاوندوں کی بیوی بننے کی تعلیم پائی جانے، تیرتھوں پر بیویوں کا دان اور کئی وید منتر جال میں پھنسی ہوئی پھیلیوں اور پائے شلیح و بیاس اور سر نامی دیوتاؤں کی گتیا وغیرہ کا کلام ہونے کی وجہ سے وید ہرگز ہرگز الہامی کتب نہیں ہو سکتے۔ عرصہ پانچ سال سے باوجود ہزار کوشش کے بھی آریہ سماج کو میری اس لا جواب کتاب کا جواب شائع کرنے کی ہمت و جرأت نہیں ہوئی۔ جو اصحاب مندرجہ بالا باتوں کا ثبوت دیکھنا چاہیں وہ "ویدک تہذیب"

(ترغیب تربیب المتقندی بردایت بیہقی ص ۲۱)

رحمت خداوندی کی نذر عام اس رات میں غروب آفتاب کے بعد ہی سے حق تعالیٰ آسمان دنیا پر تہی فرماتے ہیں اور یہ ندا ہوتی ہے کہ ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا کہ ہم اس کی مغفرت کریں۔ ہے کوئی رزق مانگنے والا کہ ہم اس کو رزق دیں۔ ہے کوئی گرفتار بلا، جو عافیت طلب کرے کہ ہم اس کو عافیت دیں۔ (ترغیب بردایت ابن ماجہ ص ۲)

تمام انسانوں کے رزق اور موت سال بھر میں جتنا رزق و حیات اور اعمال کا سالانہ بجٹ جس شخص کے لئے حق تعالیٰ نے مقدر فرمایا ہے اور جس کی موت اس سال میں مقرر ہے۔ ان سب کی فہرست فرشتوں کے حوالہ کردی جاتی ہے۔ فاس انسان کوئی زمین بارغ کے دہندوں میں مشغول ہے۔ کوئی نکاح شادی کے فکریں کوئی لہو و لصب میں۔ حالانکہ اس کا نام اس رات مردوں میں لکھا جا چکا ہے۔ فرشتے اس کے بلند خیالات اور طویل امیدوں اور متاؤں کے طوفان کو دیکھ کر ہنستے ہونگے کہ یہ چند روز میں دنیا سے سفر کرنے والا غافل کیا کیا خیالات پکار رہا ہے۔ مگر اس کو کچھ خبر نہیں۔ مادہ چ خیالیم و فلک دریم خیال۔ (یہ مضمون ایک حدیث کا ہے جو فضیلت الاحکام میں بحوالہ بیہقی منقول ہے)

ہمیں شب برات میں اس رات اور دن میں جو اعمال احادیث کیا کرنا چاہیئے معتبرہ سے ثابت ہیں۔ وہ یہ ہیں:-

۱۔ رات کو جاگ کر عبادت، نماز اور ذکر و تلاوت میں مشغول رہیں (ابن ماجہ) یہ ضروری نہیں کہ ساری رات جاگیں جس قدر باسانی جاگ سکیں۔ کافی ہے۔ (کذا فی در المنہ فی لیلة القدر) اور اگر کچی رات میں جاگنے کی بالکل قدرت یا مہلت نہ ہو تو صرف اتنی بات سے بھی اس بات کی فضیلت پا سکتا ہے کہ عشاء کی نماز باجماعت پڑھے۔ پھر صبح کی نماز جماعت سے پڑھے۔ جیسا کہ حدیث میں لیلة القدر کے متعلق وارد ہے۔ ۲

۳۔ من حرم خیرھا فقد حرم خالذی شھدھا فی جماعتہ لہ عیرھا (جمع الفوائد عن مالک)

جو شخص اس رات کی برکت سے محروم رہا۔ وہ بالکل ہی محروم رہا اور جو شخص اس رات میں جماعت نماز میں شریک ہو گیا وہ اس کی برکت سے محروم نہیں رہا۔

(۴) حکم اگرچہ شب قدر کے متعلق وارد ہوا ہے مگر بظاہر یہ کہ دوسری مبارک راتیں جن میں جاگنا سنون ہے انکا بھی یہی حکم ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور عافیت اور اپنے جائز مقاصد کیلئے دعا مانگنا

۱۔ شب برات کی صبح پندرہ صبح تا آٹھ شنبان کو روزہ رکھنا

پڑھیں لیکن میں آج بالکل تزلزلے اور فلسفیانہ طریقہ سے
ویدوں کا غیر الہامی ہونا ثابت کرنا چاہتا ہوں۔ اور اگر ناظرین
میرے دلائل کو بغور ذہن نشین کر لیں گے تو یقیناً آریہ سماج،
رادھا سوامی مت، بہائیت اور مرزائیت کو نیست و نابود
کر سکیں گے۔ لیکن جن ناظرین کی سمجھ میں میرے فلسفیانہ دلائل
نہ آئیں، وہ اس مضمون کو اپنے ملنے چلنے والے زیادہ سے
زیادہ آریہ سماجیوں، مرزائیوں وغیرہ کو پڑھائیں اور پھر نتیجہ
دیکھیں کہ اسلام کے مقابل کفر کس طرح سر پہ پاؤں رکھکر
بھاگ اٹھتا ہے۔ میں نے یہ آخری حربہ اپنی آخری عمر کے لئے
محفوظ رکھا ہوا تھا جس کا نشانہ یقینی طور پر ان سب مذاہب
باطلہ کے لئے پیغامِ اجل کا حکم رکھتا ہے اور اپنے نشانہ اور
کفر کو پیغامِ اجل دے دے بلکہ جامِ اجل پلائے بغیر چوک نہیں
سکتا۔ میرے ترکش میں خدا کا بخشتا ہوا یہ آخری "برہم استر"
ہے۔ جسے میں اب مذاہبِ باطلہ کو ختم اور نیست و نابود کرنے
کے لئے چھوڑتا ہوں اور ناظرین سے صرف اتنی ضروری درخواست
کرتا ہوں کہ وہ اس مضمون کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنے
ملنے چلنے والے آریہ سماجیوں اور مرزائیوں کو پڑھائیں۔
آریہ سماج کا اور مرزائیت وغیرہ کا یہ میز اور بنیادی اصول ہے
کہ دنیا "قدیم بالنوع" ہے جسے میں ان سب مذاہبِ باطلہ
کے یا نیان کے قلم سے ہی لکھا ہوا یہاں درج کر دینا چاہتا
ہوں۔ چنانچہ آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند سرسوتی جی اپنی
رسوائے عالم تصنیف "ستیا رتھ پرکاش" سہ ماہی ۱۹۰۳ء
میں لکھتے ہیں کہ:-

سوال | کبھی دنیا کا آغاز ہے یا نہیں؟

جواب سوامی دیانند جی | "نہیں جیسے دن کے پہلے رات اور
رات کے پہلے دن، نیز دن کے پیچھے رات اور رات کے پیچھے
دن برابر چلا آتا ہے۔ اسی طرح پیدائش کے پہلے پرنے اور
پرنے کے پہلے پیدائش، نیز پیدائش کے پیچھے پرنے اور پرنے
عالمِ قیامت

کے بعد پیدائش، ازلی زمانہ سے یہی دور چلا آتا ہے۔ اس کا
شروع یا انتہا نہیں x x x جیسے پریشور، جیواہد دنیا
کی مادی علت، قیوتوں ذات سے ازلی ہیں۔ ویسے دنیا کی
پیدائش، قیام اور پرنے کرنا بھی ازلی ہیں۔ جیسے کبھی پریشور
کے اوصاف، افعال، عادات کا آغاز اور اختتام نہیں۔
اسی طرح اُس کے کاموں کا بھی آغاز اور اختتام نہیں" (بلفظ)
اردو ستیا رتھ پرکاش کے گیارھویں ایڈیشن میں سنہ ۱۹۰۳ء
چھپتی ایم اے مترجم نے یہ سرخی اس عبارت کے شروع میں
دی ہے کہ "سلسلہ پیدائش و فنا ازلی اور ابدی ہے"
بہائیوں کا عقیدہ باطلہ | بہائی مذہب کے بانی شیخ بہائی
صاحب ایرانی کے فرزند شیخ عبدالبہا صاحب اللہ والا بھی فی
مفاہات عبدالبہا گفتگو بر سرنا بار فارسی مطبوعہ مصر
۱۳۳۹ ہجری مطابق سنہ ۱۹۲۰ء پر رقمطراز ہیں کہ:-
"مبدأ انسان"

"ہاں کہ یک مسئلہ از غماض مسائل الہیہ اینست کہ این
عالم وجود یعنی این کون غیر متناہی بدستے ندارد و از پیش بیان
این مطلب شد کہ نفس اسماء و صفات الہیہ مقتضی وجود
کائنات است ہر چند مفصل بیان شد۔ حالانکہ مختصر ذکر
میشود و ہاں کہ رب بے مروب تصور نشود۔ سلطنت بے رعیت
تحقق نماند۔ معلّم بے متعلّم تعین نیابد۔ خالق بے مخلوق ممکن نگردد۔
رازی بے مرزوق بخاطر نیابد۔ زیر اجمیع اسماء و صفات الہیہ
مستلزمی وجود کائنات است ﴿﴾ اگر وقتے تصور شود کہ کائناتے
ابد وجود نداشته است این تصور انکار الہیہ است
دازیں گذشتہ عدم صرف قابل وجود نیست ﴿﴾ اگر کائنات
عدم محض بود۔ وجود تحقق نے یافت۔ لہذا چوں ذات احدیت
یعنی وجود الہی اعلیٰ است سرمدیت یعنی لا اذل کہ دلا آخر لہ
است ﴿﴾ البتہ عالم وجود یعنی این کون نامتناہی را نیز بدست
نبود و نیست" (بلفظ) (ترجمہ از عباس علی صاحب بی بی ایم
بی ای، ڈی ایچ، اپنی حبس مبارک محفل مقدس روحانی مرکز)

ہندو پرہما صنٹا :-

”عالم وجود کا آغاز نہیں۔ مبداء انسان۔ مسائل الہیہ میں سے یہ نہایت ہی پیچیدہ مسئلہ ہے کہ عالم وجود یعنی اس کون نامتناہی کی ابتدا نہیں $\times \times \times \times$ معلوم ہو کہ رب بے مروجہ بادشاہ بے رعیت، معلم بے متعلم، خالق بے مخلوق، رازق بے مرزوق تصور میں نہیں آسکتا۔ خدا کے تمام اسماء و صفات وجود کائنات کے مستعدی ہیں۔ اگر کم تصور کریں کہ ایک وقت ایسا تھا جب کائنات بالکل موجود نہ تھی تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہم خدا کی الوہیت کے منکر ہیں۔ علاوہ ازیں عدم صرف قابل وجود نہیں۔ کائنات نیستی محض سے ہوئی ہوتی تو وجود کبھی موجود نہ ہوتا۔ لہذا چونکہ ذات احدیت یعنی وجود الہی ازلی و سرمدی یعنی لا اقل و لا اکثر ہے۔ اس لئے بلا شک و شبہ عالم وجود یعنی یہ کون نامتناہی بھی بلا ابتدا ہے $\times \times \times$ ذیہ فنا ہوتا ہے۔ یہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔“

سودیشی نبی غلام احمد | بعینہ ہی عقیدہ اور ایمان ہمارے قادیانی کا عقیدہ کفریہ | سودیشی نبی مرزا غلام احمد صاحب کا بھی تھا جو انہوں نے اپنے استاد ازلی پنڈت لیکھرام جی سے سیکھا تھا۔ چنانچہ آپ اپنی ”الہامی“ تصنیف ”اسلام اور اس ملک کے دوسرے مذاہب پر لیکچر“ منظر پر لکھتے ہیں کہ :-
”چونکہ خدا قدیم سے خالق ہے اس لئے ہم مانتے ہیں اور ایمان لاتے ہیں کہ دنیا اپنی نوع کے اعتبار سے قدیم (ازلی) ہے۔“

یہ تھا ہمارے سودیشی ”نبی“ کا سودیشی دین و ایمان۔
مگر کیا کے قدیم بالقطع ہونے کا یہی عقیدہ رادہ سوامی مت کے پانچویں گورو سرانند سرپ صاحب جی نے اپنی تصنیف ”یتھارتھ پرکاش“ میں بھی لکھا ہے۔ جو خوف طوالت درج نہیں کیجاتا۔

غرضیکہ پچھلے تینوں مذاہب باطلہ اس مسئلہ میں کہیہ سماج کے شاگرد ہیں آریہ سماج کا یہ دعوے ہے کہ یہ عقیدہ

دیکر دھرم یعنی وید میں لکھا ہے بطلب اس عقیدہ کا یہ ہے کہ ”وینا“ کا سلسلہ ازلی یعنی قدیم ہے۔ آپ معزز ناظرین اگر لفظ ”ازلی“ کی ازلیت کو بخوبی سمجھ لینے کی کوشش کریں گے۔ تو سارا معاملہ ان کی سمجھ میں آسانی آ سکتا ہے۔ سنیئے اور اپنے ملنے جلنے والے آریہ سماجیوں اور غلام احمدیوں کو سنائیے کہ ازلی یا انادی کے معنی ہیں بے آغاز۔ بے بنا۔ غیر مخلوق۔ بلا خالق۔ خود بخود موجود جیسے فلسفی اصطلاح میں بلا خالق کہا جاتا ہے۔ یعنی جس کا کوئی بھی خالق نہ ہو۔ اُسے قدیم، ازلی یا انادی کہتے ہیں۔ اب اگر ان مذاہب باطلہ کے بنیادی اصول کی رو سے دنیا کے سلسلہ کو ازلی مانا جائے تو لا محالہ ماننا پڑے گا۔ کہ دنیا کا یہ سارا ازلی سلسلہ غیر مخلوق بلا خالق خود بخود ہے اور جب اس سارے سلسلہ کا کوئی بھی خالق نہ مانا، تو آریہ سماج، بہائیت، رادھا سوامی مت اور غلام احمدیت اور ان مذاہب کفریہ کے بانیان۔ سوامی دیانند، لالہ شہ دیال سیٹھ شیخ بہاء اللہ مرزا غلام احمد صاحبان سب کے سب دہریئے اور ناستک ثابت ہوئے گو وہ عوام الناس کو دھوکہ دینے کی غرض سے ظاہری طور پر خدا کا نام لیتے، ایسی ہی نمازیں گزارتے، اور سمنہ کیا کرتے تھے۔ مگر دنیا کے ”قدیم بالقطع“ پر ایمان لانے کی وجہ سے خدائے خالق کے تحت منکر تھے اور یہی جمل تھا۔ اور بقول آریہ سماج اس دہریت کا پرچار کرنے والے وہ خدائے خالق کے منکر ہیں نہ کہ الہامی کتب۔ اگر اس کفریہ عقیدہ کی موجودگی میں کوئی آریہ سماجی، رادھا سوامی۔ بہائی یا مرنائی عالم یا سب مل کر دیدوں سوامی دیانند، رادھا سوامی سرانند سرپ، شیخ عبد البہار، مرزا غلام احمد قادیانی کو ناستک یعنی مومن ثابت کر دکھائے تو میں ان کی سماج سبھا یا جماعت میں داخل ہونے کے علاوہ سو روپیہ نقد انعام بھی نذر کر دینگا۔ مدعوین سے ایک بات لازمی طور پر ماننی ہوگی۔ اول یہ کہ

(۱) سوامی دیانند جی سرسوتی (۲) لالہ سوامی سرانند سرپ (۳) شیخ عبد البہار (۴) سودیشی ”نبی“ مرزا غلام احمد

پس اس موقع پر ان تینوں "اعجاز" سے مراد ترکیب پائے ہوئے جو ہر صفات اور حرکات سے ہے۔ مترجم

آریہ سماجیوں، مرزائیوں وغیرہ کو انعامی چیلنج!

کیا کوئی ہے مائی کالال آریہ سماجی یا مرزائی یا بھائی یا رادھا سوامی جو میرے سامنے سوامی دیانند، مرزا غلام احمد، شیخ عبدالبہاء، سرآندھروپ کو ان کے اس کفر و عقیدہ کی موجودگی میں آستک یعنی مومن اور دیدوں کو خدا کا کلام ثابت کر سکے؟ نیز یہ کہ اس کفریہ عقیدہ کی موجودگی میں خالق خدا کو کہیں ٹھہرنے کے لئے بھی جگہ باقی رکھی گئی ہے؟ میں سورہ پیمہ العام دینے کے علاوہ دوسرے مذاہب بھی اختیار کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ جو ان جھوٹے نبیوں یا مسلمانوں کا ہر شیوں کو نبی یا مسیح موعود تو کجا خدا کے ماننے والے آستک یعنی مومن بھی ثابت کر دکھلائے۔

مرزائیوں کو خصوصی چیلنج

سودیشی "بنی" نے اپنی آخری تصنیف "پیغام صلح" میں جا بجا دیدوں کو خدا کا کلام اور مبرا عن الخطا لکھا ہے۔ کیا کسی مرزائی عالم میں ہمت ہے کہ وہ اپنے خود ساختہ مسیح موعود کی بات یعنی دیدوں کو کلام الہی ثابت کر سکے اگر اکیلا نہیں تو اپنے آریہ سماجی استادوں کی مدد سے ہی سہی۔ چلئے اسی بات پر سچے اور جھوٹے مسیح کا فیصلہ رہا۔ کیا میرے غلام احمدی مرزائی بھائی اتنا بھی نہیں سوچ سکتے۔ کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کیونکر بنی اور مسیح موعود ہو سکتے ہیں۔ جن کا دین و ایمان یہ تھا کہ دنیا "قدیم بالذات" ہے۔ اس لئے کہ قدیم شے غیر مخلوق بلا خالق ہوا کرتی ہے۔ اور دنیا کو "قدیم بالذات" مان کر مرزا صاحب خدا کے خالق کے مسیح منکر اور دہریہ تھے نہ کہ نبی یا مسیح۔ (باقی صفحہ ۲۵ کے نیچے)

قادیانی، یہ سب کے سب ہرشی یا نبی نہیں تھے، بلکہ منکران خدا اور پکے دہریہ تھے۔ ورنہ بصورت ثانی یہ سب کے سب کم عقل اور خامی تھے۔ نہ کہ ہرشی یا نبی یا مسیح اور ان سب کا بنیادی اصول رد ہوجانے سے ان مذاہب باطلہ کا خاتمہ و موت وہی ہی یقینی امر ہے جیسی کہ کسی مکان کی بنیاد یا درخت کی جڑ کٹ جانے سے مکان و درخت کا گر پڑنا یقینی امر ہے۔

دہریوں کی دو قسمیں

یاد رہے کہ دنیا میں دو قسم کے دہریے پائے جاتے ہیں۔ ایک وہ جو اسی موجودہ دنیا کو ہی ازلی وابدی قرار دیکر اس کے خالق خدا کا انکار کرتے ہیں۔ مثلاً جینی، بودھ، چارواک، دیوسماجی اور بعض ریشنلسٹس اور مغربی دہریہ وغیرہ اور دوسرے دہریے وہ ہیں۔ جو دنیا کے سلسلہ کو ازلی وابدی لیکن یہی موجودہ دنیا ازلی نہیں بلکہ ایسی ہی دنیاؤں کا سلسلہ ازلی سے ازلی چلا آرہا ہے۔

آن مذاہب باطلہ کے بانوں کے سوار سوامی دیانند جی ہالنج سو مفتویہ امنویہ پرکاش نمبر ۱ میں کائنات کے پٹنے بگڑنے والی طاقت کو بھی ازلی قرار دے کر خدائے خالق سے بالکل مستغنی ہو چکے تھے، جیسا کہ وہ لکھتے ہیں کہ :-

"پرواہ سے انادی" (اردوئے سلسلہ ہے آغاز ہونا) جو ہر صفات و حرکات ترکیب پاکر پیدا ہوتے ہیں۔ وہ تفریق کے بعد نہیں رہتے۔ لیکن جس طاقت سے ترکیب ہوتی ہے وہ ان میں ازلی ہے اور اس سے پھر بھی ترکیب ہوگی اور تفریق بھی۔ ان تینوں کی پرواہ سے انادی مانتا ہوں۔" مترجم مہاشہ لکشنم ہوپڈیشک نے اردو طبع بار جہانم کے فٹ نوٹ میں لکھا ہے کہ :-

(۱) "آریہ ادیش رتن مالایا اس کو اس طرح پر بیان کیا ہے جو "کارہ جگت" "جیو کے کرم" اور جو ان کا سنیوگ و لیگ ہے یہ تین ہم پر اسے انادی ہیں"

مرزا اثبات

کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جدید نبی کی ضرورت ہے؟ مرزا قادیانی کی مرزائیت شکن تصریحات

(از جناب مولانا محمد چراغ صاحب گوجرانوالہ)

صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی کسی قسم کا نبی آ سکتا ہے اور نہ کسی قسم کی نبوت کی ضرورت ہے۔

(براہین احمدیہ ص ۱۶۹ حاشیہ)

قول اول | "دجی رسالت بجهت عدم ضرورت

منقطع ہے"

یعنی چونکہ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسالت اور نبوت کی ضرورت ہی نہیں، اس لئے نبوت ختم اور منقطع ہو چکی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص خلعت نبوت سے نڈاڑ جانے کا سحق نہیں۔

(المفوفات احمدیہ حصہ دوم ص ۱۶)

قول ثانی | "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ما کان

ایک وقت تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی "ختم نبوت" کے بارے میں اس قدر متشدد تھے کہ کسی پُراٹے نبی کے آنے کو بھی برداشت نہ کرتے اور ان کے خیال میں کسی بھی نئے یا پُراٹے "نبی" کا آنا بالکل ممنوع تھا۔ بلکہ کسی کا نبوت سے متصف ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا موجب تھا۔ (اگرچہ اس میں بھی مرزا صاحب کی دجالیت کا فرما بھی) بلکہ اپنی مسیحیت و تجدید و الہام کا دعوے کرتے ہوئے بھی بڑے زور سے اعلان کرتے رہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد کسی قسم کی بھی نبوت کی ضرورت نہیں (گو بعد میں اس سے بھی پل گئے) ذیل میں بطور اختصار مرزا جی کے اقوال سے بھی بات کو ثابت کرنا ہے کہ ان کے نزدیک حضور

(بقیہ از صفحہ ۲۴)

یاد رہے کہ سب سے بڑا شرک اللہ کے ساتھ مادہ و ادواح کو بھی ازلی ماننا ہے۔ اب دنیا کو قدیم بالقرن ماننے والے چاروں مذاہب باطلہ مادہ و ادواح کی قدرت کے بھی قائل تھے۔ ورنہ اگر مادہ و ادواح کو بھی قدیم یعنی ازلی نہ مان کر حادث کہا جائے تو حادث مادہ و ادواح کی شیتی بھی ماننی پڑنے گی۔ اور جب تک مادہ و ادواح کی پیدائش نہیں ہوئی تھی، تب تک مادہ و ادواح کی ترکیب سے بل کر نبی ہوئی دنیا کا وجود کیوں کر ممکن ہو سکتا ہے؟ ہرگز ہرگز نہیں!

پس دنیا کو قدیم بالقرن ماننے والے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی وغیرہ مادہ و ادواح کی ازلیت کو بھی مانتے تھے۔ اور پتے مشترک تھے۔ جو بقول قرآن شریف "ہرگز ہرگز نہ بنے نہیں جا سکتے" مزید تفصیل کے خواہشمند میری تازہ ترین تصنیف "حدیث مادہ و ادواح و رد تنازع" ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

(خاص شمس الاسلام کے لئے)

موجود ہیں اور اس زمانہ کو بھی خدا تعالیٰ نے مجود بھیجے سے محروم نہیں رکھا۔

اس عبارت سے ایک تو یہ ثابت ہوا کہ مجتہد اور نبی میں فرق ہے، دونوں شخصیتیں علیحدہ علیحدہ ہیں اور مرز نبوت کا دعویٰ نہیں کرتا بلکہ تجدید کا دعویٰ ہے۔ دوسرا یہ کہ مرزا جی کے زمانہ میں چونکہ چالیس کروڑ توحید پرست اور لا الہ الا اللہ کہنے والے موجود ہیں۔ اس لئے فی زمانہ نبی کے آنے کی کوئی ضرورت نہیں (بعد میں خدا جلے کیا ضرورت لاحق ہو گئی کیا بعد میں چالیس کروڑ لا الہ الا اللہ کہنے والے موجود نہیں ہے؟) مرزا کا یہ مضمون آیتہ ظہر الفساد فی البر والبحر جا کسبت ایدی الناس کے تحت میں ہے اور اس آیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے مرزا قادیانی کی عدم ضرورت کو ثابت کر رہا ہے مگر بعد میں ان کی امت اسی آیت سے نبوت کا باقی رہنا ثابت کرتی ہے۔ اب قادیانی متنبی کی مائیں یا اسکی امت کی۔

﴿حماۃ البشری﴾ **قول رابع** "فلو لم یکن لرسولنا صلی اللہ

علیہ وسلم و کتاب اللہ القرآن مناسبتہ لجمیع الامم منۃ الاشیۃ و اھلہا علاجاً و مداوۃ لما ارسل ذلک الذی العظیم الکرم لاصلاحہم و مدد و اتھم للردام الی یوم القیامۃ فلا حاجۃ لنا الی نبی بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم و قد احاطت برکاتہ کل امر منہ"

عبارت کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید آنے والی تمام نسلوں اور سب نسلوں کی اصلاح و علاج کے ذمہ دار نہ ہوتے تو پھر اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسی بزرگ ہستی کو بھیجنے کا مطلب ہی کیا۔ بہر حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی نبی کی حاجت نہیں۔ کیونکہ آپ کی برکات تمام زمانوں کو احاطہ کئے

مجتہدؑ۔ ابا احد من رجا لکم و لکن سہول اللہ و خاتم النبیین۔ ضرورتیں نبوت کا انجن ہیں۔ ظلماتی راتیں اسی نور کو کھینچتی ہیں جو دنیا کو تاریکی سے نجات دے اور اس ضرورت کے موافق نبوت کا سلسلہ شروع ہوا جب قرآن کریم کے زمانہ تک پہنچی، تو مکمل ہو گیا۔ اب گویا سب ضرورتیں پوری ہو چکی ہیں۔ اس سے لازم آیا کہ آپ یعنی اسی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء تھے۔

عبارت اپنے مطلب میں جس کے لئے میں پیش کر رہا ہوں بالکل واضح ہے یعنی جب تک ضرورت تھی، تب تک نبوت کا سلسلہ باقی رہا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ کر وہ سلسلہ پایہ تکمیل تک پہنچ گیا۔ اور ضرورتیں چونکہ سب کی سب پوری ہو چکی ہیں۔ اس لئے اس کا نتیجہ یقیناً یہ ہو گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں کے ختم کرنے والے ہوں۔ اور کسی قسم کے نبی کی ضرورت نہ رہے خواہ ظلی ہو یا برزوی یا عکسی یا اصلی یا آدھی یا پورے وغیرہ نیز خاتم النبیین اور خاتم الانبیاء کا لفظ اس جگہ ثابت کرے گا کہ مرزا جی کے نزدیک اس کا معنی "نبیوں کا ختم اور بند کرنے والا ہے اور "نبی ساز اور نبی گر" کا معنی عبارت کے سیاق میں سما ہی نہیں سکتا۔ **فائدہ** مرزا جی کا قول "ضرورتیں نبوت کا انجن ہیں ظلماتی راتیں اسی نور کو کھینچتی ہیں" ادبی لحاظ سے قابلِ داد ہے۔ قربان جائیے قادیانی فصیح و بلیغ پر اعجاز کی ٹانگ ٹوڑ دی۔

﴿نور القرآن﴾ حصہ اول ص ۷۷ (حاشیہ) **قول ثالث** "اگر کوئی کہے کہ فساد اور بدعتیگی

اور بد اعمالیوں میں یہ زمانہ بھی تو کم نہیں۔ پھر اس میں کوئی نبی کیوں نہ آیا۔ تو جواب یہ ہے کہ وہ زمانہ توحید اور راست روی سے بالکل خالی ہو گیا تھا اور اس زمانہ میں چالیس کروڑ لا الہ الا اللہ کہنے والے

ہوتے ہیں۔

عبارت بالا صاف بتا رہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کے نبی کی ضرورت نہیں۔ خواہ عکسی ہو یا اصلی۔ مجاز ہو یا حقیقی۔ بروزی ہو یا اتہامی۔

فائدہ قادیانی مدعی فصاحت و بلاغت کا آخری کلمہ کل امر منہ "بھی عربی کے لحاظ سے قابل وید ہے۔"

قول خامس ("اذا دام" حنفیہ المصنوع لا ہوری) "خدا تعالیٰ ایسی ذلت اور رسوائی اس امت

کے لئے اور ایسی شہک اور کسر شان اپنے نبی مقبول خاتم الانبیاء کیلئے ہرگز روا نہیں رکھیں گا کہ ایک رسول کو بھیجا جس کے آنے کے ساتھ جبرئیل کا آنا ضروری امر ہے، اسلام کا تختہ ہی الٹ دے۔ حالانکہ وہ وعدہ کر چکا ہے کہ بعد اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول نہیں بھیجا جائے گا۔"

عبارت اپنے مفہوم کو ادا کرنے میں کسی وضاحت کی محتاج نہیں۔ البتہ خط کشیدہ الفاظ خاص طور پر قابل توجہ ہیں جن میں سے چند باتیں ثابت ہوتی ہیں (۱) ایک تو یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی "نبی" کا آنا خواہ کسی قسم کا بھی ہو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے عزتی اور توہین کا موجب ہے۔ نیز حضور کی امت کی بھی اس میں سخت ذلت اور رسوائی ہوگی۔ (۲) دوم یہ کہ ختم نبوت کے انکار سے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کے بھی نبی کے آنے سے اسلام کا تختہ الٹ جائیگا اور اسلام کی یگانگی ہو جائیگی۔ (۳) سوم یہ کہ کسی قسم کے نبی کا آنا خداوندی وعدہ کے خلاف ہے۔ اب ہم مرزا اور اس کی امت سے پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ تمہارے زعم کے مطابق مسلمانہ کے بعد مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت سے کیا امت محمدیہ کی ذلت و رسوائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور بے عزتی و اسلام کی یگانگی اور خداوندی وعدہ کی خلاف ورزی نہیں ہوتی؟ یا میاں محمود مرزا قادیانی کے بیٹے اور خود مرزا قادیانی کے نزدیک یہ نظریہ ہمیشہ کے لئے نہیں؟ بلکہ مسلمانہ تک تو ختم نبوت

کے انکار سے یہ سب قباحتیں لازم آتی تھیں۔ اور مسلمانہ کے بعد نہیں۔ ایک وقت تو یہ تھا کہ مرزا کے خیال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم اس میں تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کے نبی کا آنا جائز نہ سمجھا جائے۔ بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کا طریقہ ہی پھیرا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا بھانگ ہی کھول دیا جائے اور اگر حضور کے بعد نبی نہ آئیں تو حضور کی سخت توہین ہوتی ہے۔ اب آپ کی تعظیم ہی اسی میں ہے کہ آپ کو "نبی کریم" تسلیم کیا جائے (ایسا دیا اللہ) و تو آپ میں اور دوسرے نبیوں میں فرق ہی کیا ہوا۔

قول سادس ("تحفہ گوڑویہ" ص ۴۲) "سیح کی دوبارہ آمد سے مدعی ختم نبوت کو داغ لگے گا۔ اور آپ کی ہتک ہوگی۔"

ہم یہ پوچھتے ہیں کہ اصلی سچے مسیح علیہ السلام کے آنے سے تو مرزا کے زعم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی ہے لیکن مرزا جھوٹا مسیحیت کا دعویٰ کر دے اور قادیان سے سر نکالے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں ہوتی۔ بلکہ نبوت کا بھانگ بھی کھل جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کیوں نہیں ہوتی۔ وجہ فرق کیا ہے؟

مولانا محمد مسعود رضا کا انتقال پر ملال یہ خبر معلوم کر کے ہمیں

سخت تھن ہوا کہ گزشتہ ماہ رجب میں جناب مولانا مولوی محمد مسعود رضا (موطن اردو ضلع سیالکوٹ) خطیب جامع مسجد سائیکل ضلع شیخوپورہ انتقال فرما گئے۔ انشاء اللہ الیہ راجعون۔ مولانا موصوف ایک اچھے واعظ، گنہ مشق متاخر اور خلیق و ملسار دوست تھے۔ آپ کی عمر تخمیناً ۵۵ برس کی ہوگئی۔ آپ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب ثانی علی پوری رحمہ اللہ کے خلفا میں سے تھے۔ آپ کے انتقال سے جماعت اخلاف کو بڑا نقصان پہنچا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو عترت رحمت فرمائے اور سچے مخلصان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے (۱۱ مارچ)

خاکساریا

”مشرقی کا مذہب“

(۲)

(جناب مولانا عبدالصمد صاحب رحمانی منوگیری کے قلم سے)

نماز کا مشرقی صاحب کے
ہاتھوں مسخ

ہم سب سے پہلے نماز کے متعلق مشرقی صاحب کی چند تصریحات کو پیش کرنا چاہتے ہیں جو ارکان اسلام اور عباد اسلام میں ایمانیات کے بعد سب سے بڑا رکن اور سب سے زیادہ اہم عبادت ہے۔

اس سلسلہ میں ہمیں اسکا احساس ہے کہ مشرقی صاحب کی لمبی اور کچھ دار و بخیری عبارت جو ہم نقل کر رہے ہیں۔ قارئین کتاب پر باہر ہوگی مگر مجبوراً اس نقطہ نظر سے کہ ان کو پورا پورا مفہم اور مطلب سامنے آجائے اور

خاکسار اور سرسکندر ایک ہی ہیں

مولانا حبیب الرحمن کا بیان

سہارنپور ۸ ستمبر۔ مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی ایک بیان میں لکھتے ہیں:- میں نے شروع میں ہی کہا تھا۔ کہ سرسکندر اور خاکساروں کے درمیان تضاد ایک اتفاقی حادثہ ہے، ورنہ یہ سب ایک ہی ہیں۔ سرسکندر اور مشرقی کی معمولی اور الفاظی اختلاف سے بہت نقصان ہوا مجھے یہ یاد ہے کہ سرسکندر نے پنجاب اسمبلی میں یہ کہا تھا کہ خاکسار تحریک نازی تحریک ہے اور یہ جرمنی کا فقہ کالم ہے۔ اگر آج اس الزام کی تردید کئے بغیر اس پر سے قانونی پابندیاں اٹھائی گئی ہیں تو سرسکندر کو چاہیے تھا کہ وہ اخلاقی جرأت سے کام لیکر یہ اعلان کر دیتے۔ کہ میں نے خاکساروں کے خلاف جو نازی ایجنٹ ہونے کا الزام لگایا تھا، وہ غلط ہے۔ (پر تاپ)

مانندوں کو اسی ایک لفظ الصلوٰۃ سے تعبیر کرتی ہے اور وہی الزکوٰۃ کا لفظ سب کے بارے میں موجود ہے۔ صنوم کے بارے میں وہی کما کتب علی الذین من قبلکم لکھا ہے۔ حج، جہاد، ہجرت سب ادا کر کی توصیف میں جو آج ایک مختص شریعت سے مخصوص ہو کر

اس مذہب کے شعار بن چکے ہیں۔ وہی مشترک الفاظ ہیں سب کے لئے یکساں نواب اور برابر کا عذاب متعین ہے۔ حالانکہ یہ ایک کٹلی حقیقت ہے کہ ان سب کے نواہر الگ الگ تھے۔ نماز کے وہ کوٹا وجود نہ تھے۔ زکوٰۃ کے وہ حصے بجزے نہ تھے۔ صوم کے لئے وہ ماہ رمضان نہ تھا وہ اوقات نہ تھے۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب اس لئے کہ قرآن کو نفس الامر کے بیان کرنے سے غرض ہے کسی اہمیت کی سطح سے اس کو کچھ بحث نہیں اس کے نزدیک آج بھی الصلوٰۃ وہ شے ہے۔ جو وہی تکفیر، وہ تیسرے غیر اطاعت، وہ ضبط

نفس، وہ توقیت عمل، وہ اخوت اور والات و تعاون اور محافظت پیدا کرے جو براہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے لئے ہوئے پیغام میں مقصود تھی۔ محمدی نماز کے نواہر ادرارگان سے اس کو سروکار نہیں اور جس طرح بھی نتائج پیدا ہو جائیں۔ اس کی نذر میں بالگاہ خدا میں مقبول ہیں (دیباچہ تذکرہ ص ۲۲)

ہم کتر بیونت اور کانٹ چھانٹ کے الزام سے بھی بچ جائیں۔ ناظرین سے یہ درخواست کریں گے کہ دل پر جبر کر کے اس کو پڑھیں۔ مشرقی صاحب لکھتے ہیں:-

”مثال کے طور پر عرب کے آخری پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آسمانی کتاب ابراہیم، موسیٰ، داؤد، عیسیٰ وغیرہم علیہم السلام سب انبیاء کی اپنے اپنے وقت میں مروج

پھر دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ ۱۔

وہا الصلوٰۃ الاوحد | نماز — وحدت امت اور
الامت و اطاعت الامام . امام کی اطاعت کے سوا اور کچھ نہیں

(افتتاحیہ تذکرہ ص ۱۵)

دعوتوں اور رکنوں سے قطعاً مستغنی ہے۔ فجر اور ظہر، عصر
اور مغرب، عشاء یا اشراق، مسجد یا خانقاہ سے اسکو
کچھ واسطہ نہیں۔ یہ ایک پیہم اور سلسل عمل ہے۔ چند محض
تک کھڑا ہونا یا بیٹھ جانا اس کو ادا کرنے کا اسلوب نہیں

اور بیجاہ تذکرہ ص ۱۵

مشرقی صاحب

کی ان کھلی تصریحات

کے بعد کوئی شبہ

ہو سکتا ہے کہ مشرقی

صاحب نے اس نماز

کا یکسر نسخ اور

انکار نہیں کر دیا،

جس پر رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم

اور تمام صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم اور

تمام تابعین اور

تمام محدثین اور

ائمہ مجتہدین اور

تمام علمائے سلف

و علمائے خلف اور

دیندار مسلمانوں کا

عمل رہا ہے اور

ہے ؟

پھر مشرقی صاحب

مشرقی کا بیان

حکومت دہلی اور حکومت پنجاب نے تحریک خاکساروں کے خلاف حکم اتنماعی و اس
نے لیا ہے اور یہ جماعت قانون کی رو سے جائز تسلیم کر لی گئی ہے۔ یہ جماعت وہی ہے
جسے خلاف قانون قرار دیتے ہوئے وزیر اعظم پنجاب نے اعلان کیا تھا کہ یہ جرم جماعت
کی جماعت ہے۔ جس کا تعلق فقہہ کالم سے ہے۔ یہ زبردست الزام ایسا نہ تھا اچھے کوئی
بیگناہ جماعت ایک لمحہ کے لئے برداشت کر سکے مگر خاکساروں نے اس الزام کو برداشت
کیا اور پنجاب اور دہلی کی حکومتوں نے امتناعی احکام واپس لیکر یہ ثابت کر دیا کہ انکے
احکام و قوانین میں ذمہ داری کا ذرہ برابر بھی عنصر نہیں ہے اور ان کا یہ کہنا قطعاً غلط
اور دروغ بے فروغ تھا کہ خاکساروں کا تعلق فقہہ کالم سے ہے۔

پنڈت جواہر لال نہرو نے لاہور کی ایک تقریر میں فرمایا تھا کہ تمام خاکساروں کو
فقہہ کالم قرار دے دین درست نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ تحریک کے قائدین میں ایک ایسے
ہوں مگر ساری جماعت ایسی نہیں ہو سکتی۔ اب حکومت پنجاب اور دہلی نے خاکساروں کو پیٹھ
سے لگا کر ثبت کر دیا ہے کہ جواہر لال نہرو ہندوستان کی حکومتوں کے زیادہ مالک اندیش اور محتاط
واقع ہوئے ہیں۔ اور پنجاب اور دہلی کے حکام کو بالآخر وہی خیال قبول کرنا پڑا جسکا انھما
پنڈت نہرو نے اس وقت کیا تھا جبکہ پنجاب کے وزیر اعظم کا درجہ ہرگز انھوں سے بھی اونچا نہ تھا
تھا۔ آج ہماری نظر سے باقی تحریک مشرقی کا بیان بھی نظر سے گزر رہا ہے جس نے حکومت کو ہندوستان
کی حفاظت کیلئے اڑھائی لاکھ خاکساروں کی پیش کش کی ہے جو چنے والے سو چنے والے حکومت کا
الزام صبح تھا کہ انکا تعلق فقہہ کالم سے ہے یا بلکہ گایہ خیال کہ یہ سب کا وہ الٹا بار کی مخلوق ہیں ؟
جنگو مصطلحاً بھی آنکھیں بھی دکھائی جا سکتی ہیں۔ (دومزم)

حاصل یہ کہ

مشرقی کے نزدیک

قرآن میں نماز کو

پہل کرتا ہے اور

قرآن جس نماز کو

مسلمانوں پر فرض

قرار دیتا ہے۔

اس کو محمدی نماز

صلی اللہ علیہ وسلم

سے جبراً سنا ہے

تبرہ ص ۱۵

تمام مسلمانوں کا

عمل ہے اور اس

کے ظواہر سے،

اس کے ارکان

کوئی تعلق نہیں

ہے۔ اس سے

مقصود صرف یہ

ہے کہ جو چیز مذہب

بن جائے امت کی

وحدت اور میر

کی اطاعت کے لئے، وہ سب نماز ہے۔ اس میں رکوع، سجود،

و غیرہ وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ مشرقی صاحب

ایک جگہ کھل کر لکھتے ہیں کہ :-

"ایسی عبادت، وقت اور مقام، قوتوں اور قدروں

کے ہول پر اگر ایک لوہا لڑا جیتا ہے اور ایک کا شکار بل

چلا رہا ہے۔ ایک بڑھتی لکڑی چھڑ رہا ہے، ایک درزی کپڑا

سی رہا ہے، ایک کلرک دفتری کا مذاک کی تربیت دے رہا

ہے۔ ایک وکیل مقدمہ میں بحث کر رہا ہے وغیرہ وغیرہ اور

کیا ہے اور کھل کر اس کی روح اور اس کے دُعاؤں کو بگاڑا ہے۔ اس طرح کا معاملہ دوسرے ارکان دین کے ساتھ نہیں کیا ہے، تو اس غلط فہمی کے ازالہ کے لئے ہم مشرقی صاحب کی چند تصدیقات اختصار کیا تھیں اور پیش کر دینا چاہتے ہیں جس سے ہر شخص روز روشن کی طرح یہ سمجھ لے گا کہ تمام ارکان دین کو انہوں نے ایک ساتھ مسخ کر دیا ہے۔

روزہ، زکوٰۃ، حج کا مشرقی صاحب کے ہاتھوں مسخ

روزہ کے متعلق مشرقی صاحب لکھتے ہیں:-

"ما الصوم الا جهاد بالنفس
والاحتساب علیہا" (افتاء
تذکرہ مشک)

(ترجمہ) روزہ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ جہاد نفس ہے اور نفس کا احتساب ہے۔
یعنی مشرقی صاحب کے نزدیک روزہ صرف جہاد نفس اور احتساب کا نام ہے۔ اب یہ جہاد نفس چاہے جس طور سے حاصل ہو جائے۔ یہ کچھ ضرور نہیں کہ اس کے لئے طلوع فجر سے شام تک بھوکا پیاسا رہا جائے اور ان چیزوں سے احتراز کیا جائے جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اس کی ضرورت ہے کہ ان سب چیزوں کی پابندی اختیار کی جائے۔ جو قرآن و حدیث کی روشنی میں آئین اسلامی کا انداز اس کے لئے حدود مقرر ہیں۔

دل میں کیفیت اور پابندی وقت کا جذبہ اور اخوت و محبت اور باہم مل کر کام کرنا اور کام کی محافظت کا خیال رکھتا ہے۔ تو وہ نماز ادا کر رہا ہے۔ چاہے وہ رکوع نہ کر رہا ہو سجدہ میں اپنے سر کو زمین پر نہ رکھ رہا ہو۔ قیام، قعود، رکعت اور نماز کے جملہ فرائض و سنن اور واجبات و مستحبات سے بیگانہ ہو۔ کیونکہ مشرقی صاحب کی مفروضہ قرآنی نماز کہ محمدی نماز کے ان ظاہری ارکان سے کوئی سروکار نہیں ہے یہی غیر ضروری

حکومت پنجاب اور خاکسار حکومت اپنی پوزیشن صاف کرے

سرکند حیات خان کی حکومت نے اپنے ایک مہتمم اور محرکۃ الآرا بیان میں خاکساروں کے مسئلہ اعلان کیا کہ وہ اسلام، ملک اور حکومت کے دشمن اور ہر مذہب کے جاسوس ہیں لیکن اب ہم کہتے ہیں کہ حکومت نے خاکساروں پر عائد کی گئی پابندیوں کو ہٹا لیا ہے۔ یعنی خاکساروں کو "خلافت قانون جماعت" ہونے کا حکم منسوخ قرار دے دیا گیا ہے۔

حکومت پنجاب نے یہ تو اعلان کر دیا کہ خاکساروں نے ان شرائط کی تکمیل کہ قسطنطنیہ طود پر یقین دلایا ہے جن کی تکمیل حکومت خاکساران پر سے خلافت قانون ہونے کی پابندی ہٹا دینے کے مسئلہ پر غور کرنے سے پہلے چاہتی تھی۔ مگر کیا وجہ ہے کہ حکومت نے خاکساروں پر جو الزام نازی جاسوس ہونے کا لگایا تھا۔ اس کی تردید کئے بغیر ہی پابندیاں ہٹالیں۔ کیا یہ الزام غلط فہمی پر مبنی نہیں تھا؟ یہ وہ خیالات ہیں جو جا بجا گفتگو کا موضوع بنے ہوئے ہیں کیا حکومت پنجاب اس بارے میں ایک واضح اعلان کے ذریعہ اپنی پوزیشن صاف کرے گی۔

(مدیر)

ہے۔ پھر اصولاً مشرقی صاحب کا یہ عمل جراحۂ حق نفس نمازی کے متعلق نہیں ہے بلکہ ان کی نگاہ میں روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ سب ایک ہی درجہ میں ہیں جس کی تفصیل مشرقی صاحب کی عبارت میں اوپر گزر چکی ہے اور ناظرین مطالعہ کر چکے ہیں۔ اب فیصلہ ناظرین کے ہاتھ میں ہے کہ مشرقی صاحب کے متعلق میرا دیکھنا کر وہ محترم، اسلام ہیں، محترمین ہیں اور ان کا مشن اسلامی ارکان کو مسخ کرنا ہے اور کالوں کو اسلام سے، اسلامی شاعر سے بیگانہ بنانا ہے صرف بحرف صحیح ہے یا نہیں؟ اسے ادا سے دیکھ لو جاتا ہے کہ دل کا بس ایک نگاہ پر غیر فیصلہ دل کا شائبہ میری صدر کی تحریر سے یہ غلط فہمی ہو کہ نماز کو جس طرح مشرقی صاحب نے مسخ

ان کے نزدیک صوم (یعنی روزہ) کی حقیقت سے یہ سب خارج ہیں۔ قرآن کو ان فکروا پر سے کوئی تعلق نہیں ہے جیسا کہ اسکے پہلے یہ آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔

مشرقی صاحب کے الفاظ یہ ہیں:-

”صوم کے لئے وہ ماہ رمضان نہ تھا۔ وہ اوقات نہ تھے۔ وغیرہ

وغیرہ۔ یہ سب اس لئے کہ قرآن کو نفی الامر کے بیان کرنے

سے غرض ہے۔ کسی امت کی سطحیات سے اس کو کچھ بحث

نہیں۔“

زکوٰۃ اور حج کے متعلق مشرقی صاحب کا یہ ارشاد ہے:-

مال الزکوٰۃ الا لجهاد بالمال | جہاد مال کے سوا زکوٰۃ کچھ نہیں

وما الحج الا اظهار وحدة الامة | ہے اور وحدت امت کے

(افتتاحیہ تذکرہ صفحہ ۵) | اظہار کے سوا حج کوئی چیز نہیں ہے

مقصود یہ ہے کہ زکوٰۃ فقط مالی جہاد کا نام ہے جس طرح بھی

مال خرچ کیا جائے وہ سب زکوٰۃ ہوگا۔ اس کے لئے حدود اور

تعیین اور مضامین اور سونا پھانسی کا فرق وغیرہ جو حدیث

اور فقہ میں مذکور ہیں۔ وہ سب بے معنی ہیں۔ اسی کی طرف مشرقی

صاحب نے ان لفظوں میں اشارہ کیا ہے کہ زکوٰۃ کے وہ حصے

بخرے نہ تھے جو آج مروج ہیں اور جس پر رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم اور تمام صحابہ رض اور علمائے سلف اور خلف کا عمل رہا

ہے اور ہے۔

باقی حج، تو وہ صرف وحدت امت اور اتحاد کے اظہار

کا ذریعہ ہے۔ چاہے یہ مقصد جس طرح بھی حاصل ہو جائے۔

کسی سطحیات سے اس کو تعلق نہیں ہے۔ چنانچہ مشرقی صاحب

ایک جگہ کھل کر لکھتے ہیں کہ اس وحدت امت کے خیال سے

پہلے ہو کر کسی اور خیال سے حج کرے گا تو بت پرستی ہوگی۔

اس نصب العین سے پہلے ہٹ کر حج کے فریضے

کو ملی الحساب ادا کرنا یا حج اسود کو چومنے کی خاطر چھوٹا

میرے نزدیک فی الحقیقت بت پرستی ہے ایک بحث

اور نتیجہ کام ہے! (دیکھاچہ تذکرہ صفحہ ۵)

مشرقی صاحب کا یہ مطلب ہے کہ حج کرنے کا جو نصب العین

ان کے نزدیک اتحاد امت ہے۔ اگر حج سے حج کرنے والے کا مقصد

یہ نہ ہو بلکہ محض ایک مذہبی فریضہ کی ادائیگی اور اللہ کے حکم کی

تعمیل کا خیال ہو، تو ایسا حج اور اس خیال سے کہہ کا طواف کرنا

بت پرستی ہو جاتا ہوگا۔ اور حج اسود کو اس خیال سے چومنا کہ حضور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے چوما ہے۔ اس کو چومنا بت پرستی ہوگی۔

اور ایسا حج جو محض مذہبی فریضہ کی ادائیگی کے جذبہ سے کیا جائیگا

وہ عبت ہوگا اور بے نتیجہ کام ہوگا۔

اسی طرح مشرقی صاحب کا یہ بھی فیصلہ ہے کہ:-

”صوم و صلوٰۃ حج، زکوٰۃ سب کے سب اگر اکابر

اسلام ہیں تو فقط ان ہی منوں میں ہیں۔ ان ہی منوں

میں قانون خدا کی عظیم شان عمت کو کھام رہے ہیں

ان ہی منوں میں دین فطرت کے قواعد ہیں۔ توحید کے

عقیدہ دار اور جنات زمین حاصل کرنے کے آزار ہیں۔

اس کے ماسوا ان کی کچھ غرض و غایت خدا کے نزدیک

ہرگز نہیں“ (دیکھاچہ تذکرہ صفحہ ۵)

مقصود یہ ہے کہ مشرقی صاحب نے ارکان اسلام نماز، روزہ،

حج، زکوٰۃ اچس طرح تحریف کر کے پیش کیا ہے۔ اور اس کا جو

مقصد بتایا ہے۔ اسی طور پر ان کو ماننا چاہیے، اور اس کے علاوہ نماز

روزہ حج، زکوٰۃ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ

ارشاد فرمایا ہے اور حدیث شریف میں جو کچھ مذکور ہے وہ سب

غلط ہیں اور خدا کے نزدیک ان کی کوئی قیمت نہیں۔

تہر حال مشرقی صاحب کے نزدیک اسلام کے ان ارکان

خمسہ کی حقیقت اس سے زیادہ نہیں ہے کہ:-

”کلمہ شہادت صرف توحید کا ایک رسمی اظہار ہے۔

صوم صرف جہاد نفس کا ایک ادنیٰ منظر ہے۔ صلوٰۃ

صرف اطاعت امیر اور وحدت امت ہے۔ الحج صرف

وحدت امت اور جہاد نفس ہے۔ الزکوٰۃ صرف جہاد

مال ہے۔ یہ سب محض مناسک دین اسلام کے صرف

ظہار اور شہادت ہیں۔" (دیباچہ مذکورہ صفحہ ۳۱)

یہ تو مشرقی صاحب کے نزدیک اسلام کے ان ارکان خمسہ کی حقیقت ہے۔ جو ان کے مذہم میں قرآن میں ہے۔ روزہ، نماز، زکوٰۃ، مسلمان ادا کر رہے ہیں اور قرآن و حدیث کے حکم اور تعلیم کے مطابق ہے۔ ان کے متعلق مشرقی صاحب کا فیصلہ یہ ہے۔

"اس نماز کی فرقہ بندیانہ تعلیم غلط ہے۔ اس کا روزہ کو صرف مقدس سمجھ کر رکھنا اور اس کا مشہد بننا غلط ہے۔ الغرض اس کی نماز، اس کا روزہ، اس کا حج، اس کی زکوٰۃ سب اصولاً اور معاً غلط ہیں۔" (غلط مذہب غلط فکس) "فاکساد نے اپنی آنکھ سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا ہے کہ خدا کی مسلمانوں پر بھیجی ہوئی آخری کتاب میں آجکل کے مولوی کے بتات ہوئے اسلام کا ایک حرف بھی موجود نہیں۔" (مولوی کا غلط مذہب غلط)

اس حقیقت کے واضح ہو جانے کے بعد کہ اسلام کے ارکان خمسہ اکلمہ شہادت، نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ کے متعلق مشرقی کا عقیدہ جملہ سلف اور خلف کے خلاف ہے اور ان کے نزدیک اس کی حقیقت وہ نہیں ہے۔ جو سارٹس تیرہ سو برس سے تمام صحابہ، تابعین، محدثین، ائمہ اور فقہاء سمجھتے آئے ہیں۔ لہذا مشرقی اور مشرقی کے متبعین خاکساروں کے اس طرح کے ظاہری الفاظ سے دبوکا نہیں کھانا چاہیے کہ:

"مشرقی اور خاکساروں کا کلمہ شہادت، صوم و صلوٰۃ،

حج و زکوٰۃ اور روز آخرت پر ایمان ہے، وغیرہ وغیرہ۔"

اس لئے کہ یہ الفاظ محض دہر کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں اور اتحاد و لادینی کی اشاعت کا ذریعہ بنائے جاتے ہیں اور سادہ لوح نادان مسلمانوں کو یہ فریب دیا جاتا ہے کہ عنایت مشرقی اور ان کی جماعت خاکساران کا اسلام اور ارکان اسلام پر ایمان ہے۔ کیونکہ اس ایمان کی حقیقت وہی ہے جس کی تفصیل اوپر گزری ہے۔ اور ہم اس کہنے پر مجبور ہیں کہ یہ

مت کھاتو فریب لفظی

ہر چند کہیں کہ ہے نہیں ہے

اصل میں مشرقی صاحب اور ان کے متبعین کا اسلام جس میں ہندو، مسلمان، عیسائی، یہودی وغیرہ وغیرہ سب فرقے کے لوگ شامل ہیں۔ وہ مشرقی صاحب کا اچھا گھڑا ہوا، اپنا بنا ہوا، اور تصنیف کیا ہوا اسلام ہے جس کے بنیادی ارکان کلمہ شہادت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ نہیں ہیں۔ اور یہ ایسی حقیقت ہے جس کا کھٹے لفظوں میں مشرقی صاحب نے اعلان کیا ہے۔

چنانچہ مشرقی صاحب ایک جگہ اس کے متعلق بے پردہ صاف لفظوں میں "اللہ کی قسم" کھا کر یہ اعلان کرتے ہیں کہ کلمہ شہادت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کو اسلام کی بنیادی حیثیت میں کوئی دخل نہیں ہے۔

کلمہ شہادت، روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ پر اسلام کی

بنیاد نہیں ہے

مشرقی صاحب کے الفاظ یہ ہیں:

"فلا أقسم بالله العظیم۔

ما بئی الاسلام علی ما انتم

تزعمن۔ وما کلمۃ الشہادۃ

والصوم والصلوٰۃ والحج و

الزکوٰۃ۔ البتۃ قسموھا اذ کان

الاسلام الاشعاع والامۃ

المحمدیہ او مناسکھا البتۃ

تتمیزھا امتکم من الاعم

الاخری و لکنہ ما اسس

الاسلام علیھا قط۔"

(افتتاحیہ مذکورہ صفحہ ۳۱)

"میں خدا سے بڑگ و بڑگ قسم کھاتا ہوں کہ اسلام کی بنیاد ان چیزوں پر نہیں ہے جب تک تم گمان کرتے ہو اور کلمہ شہادت، روزہ، نماز، حج اس کے اور کچھ نہیں ہیں کہ محمدی جماعت کیلئے علامت ہیں اور محمدی امت کے وہ مناسک ہیں جیسے کہ یہ تمہاری جماعت دوسری جماعتوں سے ممتاز ہوتی ہے لیکن ہرگز اسلام کی بنیاد ان پر نہیں رکھی گئی ہے"

حاصل یہ کہ مشرقی صاحب کا اپنے کو مسلمان کہنا یا اسلام کا لفظ اپنے لئے استعمال کرنا، اس کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں ہے

کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسلام میں اپنے کو داخل سمجھتے ہیں جس پر خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تمام محدثین اربعہ ائمہ سلف اور خلف کا عمل رہا ہے۔ بلکہ اس لفظ سے مسلمانوں کو قریمہ میں مبتلا کرنا مقصود ہے۔ ان مخالفین اسلام کا جن کا مشن اسلام کو برباد کرنا ہے، یہی طرفہ ہمیشہ رہا ہے اور اسی راہ سے وہ مسلمانوں کی جماعت میں مسلمانوں کے غیر خواہہ ہو کر داخل ہوتے ہیں اور ان کے مذہب اور ان کے دین کو مسخ کرتے ہیں، اور مذہبی ارکان اور مذہبی شعائر کو بگاڑ کر دین میں تحریف کرتے ہیں۔

آج مشرقی صاحب اسلام کا لفظ بھی بولتے ہیں۔ نماز روزہ، حج، زکوٰۃ، کلمہ شہادت کا بار بار اپنی تحریر میں اپنی تقریر میں دہراتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ان سب لفظوں کی حقیقت بدل دی گئی ہے اور ان کے لئے ایسے ایسے نئے معنی گھڑے گئے ہیں جن کو نہ قرآن سے تعلق ہے نہ حدیث سے، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل سے کوئی سروکار ہے۔ نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی سے اور پھر دریدہ دہنی سے یہ بھی اعلان کر دیا جاتا ہے کہ کلمہ شہادت اور نماز روزہ، حج، زکوٰۃ کو اسلام کی بنیادی حیثیت میں کوئی دخل نہیں ہے۔ حالانکہ رسولی لکھا پڑھا انسان بھی

جاننا ہے کہ پانچوں چیزیں اسلام کی بنیاد ہیں۔ دیندار مسلمانوں کی خدمت میں ہم اپنے موضوع کو اس گدارش پر ختم کرتے ہیں کہ ایک طرف مشرقی صاحب کا خدا کی قسم کے ساتھ اس کا انکار ہے کہ کلمہ شہادت اور نماز روزہ اور حج و زکوٰۃ پر اسلام کی بنیاد نہیں ہے۔ دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ ان پانچوں چیزوں پر اسلام کی بنیاد ہے۔ اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کہ مشرقی صاحب اسلام کو مٹا رہے ہیں یا اسلام کی خدمت انجام دے رہے ہیں؟

بخاری شریف اور مسلم شریف کی متفق علیہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :-

بنی الاسلام علی	اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں
خمس شہادۃ ان	پر ہے۔ کلمہ شہادت دینی
لا الہ الا اللہ و	گو اہی دینی اس بات پر کہ اللہ
ان محمداً عبداً و	کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور
وہو لہ و اقام	محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے
الصلوٰۃ و اتاء	بندہ اور اس کے رسول ہیں،
الزکوٰۃ و الحج و	اور نماز قائم کرنی، زکوٰۃ ادا
صوم رمضان۔	کرنی، حج کرنا رمضان کا روزہ
	رکھنا ۱۱

حکومت نے خاکساروں سے صلح کی درخواست نہیں کی بلکہ خاکساروں نے

حکومت کی پابندیوں کو منظور کیا

مشرقی کے ایک جھوٹے بیان کے جواب میں حکومت پنجاب کا اعلان

لاہور ۹ ستمبر۔ حکومت پنجاب کی توجہ ایک بیان کی طرف دلائی گئی ہے جو بیان کیا جاتا ہے کہ مشرقی نے آغا غنصفر علی شاہ کے توسط سے اخبارات کو بھیجا ہے۔ اس بیان میں مندرجہ ذیل فقرہ موجود ہے "جو شرائط اب پیش کی گئی ہیں۔ یہ ایسی

نہیں ہیں کہ جن سے میں اتفاق نہ کر سکوں۔ درحقیقت ایک شرط تو ایسی ہے جس میں پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے استدعا کی گئی ہے کہ خاکسار دوران جنگ میں ہر طرح سے مدد دیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ۱۹ مارچ کو لاہور میں جو تصادم ہوا۔ اس کے متعلق میں نے کوئی حکم نہیں دیا تھا اور نہ اس روز خاکسار میری ہدایت کے ماتحت جمع ہوئے تھے۔ یہ بات لفظاً بھی درست ہے۔ اس لئے کہ میں وہاں موجود ہی نہ تھا بلکہ مجھے تو اب تک بھی یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ تصادم کس طرح واقع ہوا۔

یہ واضح کیا جاتا ہے کہ اس قسم کی کوئی شرائط حکومت پنجاب نے یا آنر بیل وزیراعظم نے پیش نہیں کی تھیں۔ جن شرائط کی تکمیل حکومت انجمن خاکساران پر سے خلاف قانون ہونے کی پابندی ہٹائے جانے کے مسئلہ پر غور کرنے سے پہلے چاہتی تھی۔ وہ ۱۹ اپریل سنہ ۱۹۴۷ء کی سرکاری اطلاع میں شائع کر دی گئی تھیں۔ وہ اس کے بعد آنر بیل وزیراعظم کی طرف سے کئی مرتبہ دہرائی گئی ہیں۔ اور ان کا پہلک کو پوری طرح علم ہو چکا ہے۔

جب خاکسار لیڈروں کی طرف سے ان شرائط کی تکمیل کا تسلی بخش طور پر یقین دلادیا گیا۔ تو حکومت پنجاب نے حال میں انجمن خاکساران پر سے خلاف قانون ہونے کی پابندی ہٹالینے کا فیصلہ صادر کیا۔ (محکمہ اطلاعات) (پرتاپ)

(۱۴۸) وَتَظُنُّونَ اَنَّمَا اَعْنٰیَا عَنْكُمَا لَاحِظًا كَا نَظَرِیْنِ

(۱۵-۱۳) یوں کہا ہے کہ تمہارے شیطان ہیں اور طاغوت یا جن ہیں۔ اور تمہیں یہ خیال ہے کہ وہ تمہیں کچھ فائدہ دیں گے۔ کیونکہ وہ پوشیدہ عبادت کرتے ہیں۔ اور فٹ نوٹ میں یہ لکھا ہے کہ قرآنی لغت میں ایسے معبودوں کو جن یا چند کہا گیا ہے۔ پہلے تو یہ فقرہ ہی غلط ہے۔ کیونکہ اس کا صحیح لفظی ترجمہ ہوں ہوتا ہے کہ کیا تم ظن کرتے ہو کہ تمہارے امام تم سے لاپرواہ ہیں شاید اس بنا پر جن کی وجہ تسمیہ بیان کی ہو۔ مگر ہمیں پوچھنا ہے کہ اگر باب بصیرت کے نزدیک اگر جن قرآنی لغت ہے

اور اس کے مصداق پوشیدہ عبادت گزار ہیں۔ تو سورہ جن میں بتایا جائے کہ کن عبادت گزاروں کا ذکر ہے حقیقت یہ ہے کہ لفظ جن کے معنی آخری میں دو خیال پیش کئے جاتے ہیں اول یہ کہ ہر چیز پوشیدہ کو جن کہا جاسکتا ہے۔ یہاں تک کہ ماں کے پیٹ کا بچہ بھی جن ہے۔ کیڑے مکوڑے بھی جن ہیں بادشاہ اور مالدار بھی جن ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے کمروں میں چھپے رہتے ہیں۔ فرشتے بھی جن ہیں۔ شیطان اور تمام روئیں بلکہ تمام غیر محسوس اعراض اور قوا بھی جن ہیں۔ کیا اگر اس خیال

الانتباهیة علی الافتتاحیة مشرقی کا تذکرہ غلط

(پیوستہ بگذاشتہ)

(مولانا محمد عالم صاحب آتشی اہل سری کے قلم سے)

(۱۴۵) ذللت الاعداد (۱۵-۶) جن کیا چیز ہے؟

(۱۴۶) یضربون وجوهنا (۱۵-۸) قیامت اور فوجوں کا نظارہ پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ فرشتے ہمارے منہ پر مارتے ہیں۔ سیاق و سباق کا مقتضا یہ تھا کہ یہاں بھی مخاطب کا صیغہ استعمال کرنا۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو مشرک اور کافر معتبہ مسلمانوں سے الگ سمجھتا ہے۔

(۱۴۷) واتخذتم الہتکم الاجسام (۱۵-۱۰) کہنا تو یہ تھا کہ تم نے اپنے اسلاف کو خدا بنا لیا ہے۔ مگر کہا یوں کہ تم نے اپنے خداؤں کو اپنے سر پرست بنا لیا ہے۔

کو اور بھی وسعت دی جائے تو تمام انسان بھی جن ہیں۔ کیونکہ وہ لباس میں پوشیدہ رہتے ہیں۔ مستورات اور پردہ نشین عورتیں تو خصوصیت سے جن کہلانے کی مستوجب ہیں۔ باقی انسان کا اطلاق صرف ان سات لاکھ یورپین وحشی رویوں پر صحیح ہو سکتا ہے۔ جو ننگے ہو کر پھرتے ہیں۔ یا صرف ہندوؤں کے نائنگے سادھو انسان کہلانے کے حقدار ہیں جن کا جلوس ہندوؤں کے ہواؤں میں نکلا کرتا ہے۔ ایسے کہ تمام خاکسار بعد اپنے امیر کے ایسے انسان بننے کی کوشش کریں گے۔

دوم یہ کہ عرب میں ایک قوم تھی جس کو بنی الجن کہتے ہیں جس کی بود و باش یمن کے ملک میں تھی۔ اور قرآنی بیانات کی رو سے وہ قوم صنعت و حرفت میں بڑی ماہر تھی۔ اور سائنس میں یہاں تک ترقی کر چکی تھی کہ آسمان پر پہنچ کر عالم بالا کی بھی باتیں سنا کرتی تھی۔ مگر حضور علیہ السلام کی ولادت با سعادت کے وقت ان کی ترقی رُک گئی۔ اور آسمان پر عالم بالا سے بھی گفتگو کرنا بند ہو گیا۔ اس لئے مجبوراً وہ حلقہ گمشدہ اسلام ہو گئی۔ یہ سب کچھ صحیح مگر ہم پوچھتے ہیں کہ آج ایسی ترقی یافتہ قوم کا نام و نشان کہاں ملتا ہے۔ دنیا کے نقشے میں کس جگہ یا کس ملک کے حصہ کو جن کی آبادی سمجھا گیا ہے۔ مزدور ہے کہ اس قوم میں بڑے بڑے عالم فاضل اور ماہران فن بھی ہوتے ہوں گے۔ دوسری قوموں کے دوش بدوش

انہوں نے ترقی بھی کی ہوگی۔ ان میں کئی ایک بادشاہ حاکمان بھی ہوئے ہوں گے اور کسی کے ساتھ ان کی جنگ بھی ہوئی ہوگی۔ اور کسی سے معاہدہ کی بھی سوچی ہوگی۔ لیکن افسوس ہے کہ اس خیال کے ماننے والے ہمارے سامنے کوئی ثبوت قبائل عرب میں یا سلسلہ صحابہ میں پیش نہیں کر سکتے۔ صرف خیالی گھوڑے دوڑا کر تحریف قرآنی کے میدان پر تنگ و دو کر رہے ہیں اور سچی بات دہی ہے جو اسلام پیش کرتا ہے کہ حقیقت قرآنہ جن کی پیدائش تیزاگ سے ہے۔ اور خلق آدم سے یہ مخلوق پیشہ بھی تھی حضرت سلیمان علیہ السلام کی رعایا میں بھی یہ مخلوق داخل تھی۔ اسی بنا پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ دعا مانگی تھی کہ جس طرح میری حکومت جن اور حیوانات اور جمادات پر ہے۔ اس طرح کی حکومت میرے بعد کسی کو عطا نہ کی جائے۔ حضور علیہ السلام نے بھی فرمایا تھا کہ اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا منظور نہ ہوگی تو میں نہیں شیطان کو سجدے کے ستون سے بندھا ہوا دکھا دیتا (اداکما قال) لیکن تمدن یودھ پر فدا ہونے والے ان تمام حالات کو نظر انداز کرتے ہوئے آج ایک نئی مخلوق قرار دے رہے ہیں اور اتنا بھی خیال نہیں کرتے کہ ابلیس بھی تو جنوں میں داخل تھا۔ کیا قرآن مجید ہم پرستی کو پیش کرنا ہے یا یوں کہہ لیں کہ خلق آدم سے پیشہ بھی انسانی مخلوق تھی جن کو جن کہا جاتا تھا۔ تو جب ان خیالات جدیدہ کا کوئی عقلی یا نقلی ثبوت نہیں تو

(۵) مولانا مولا بخش صاحب قائد تبلیغ نے تین ماہ کی خدمت طلب کی ہے۔ لہذا اس عرصہ کے لئے قائد تبلیغ کے فرائض قائم اعظم صاحب خود انجام دیں گے۔

(۶) جماعت کے ہر رکن مجاہد یا انصاف اپنے بازو پر "نصرت" کا نشان لگائے رکھنا بے حد ضروری ہے۔ نصرت کا نشان بقیہ دو مہر ادارہ سے مل سکتا ہے۔ تمام جماعتیں پیشگی قیمت بھیج کر نشان طلب کر سکتی ہیں۔

(بقیہ از صفحہ ۳۴)

(۳) تمام جماعتیں ہر ماہ کی ۲۲ سے پہلے اپنا کارگزاری کی رپورٹیں دفتر ادارہ میں روانہ کیا کریں۔ جو جماعتیں اس معاملہ میں تساہل سے کام لیں گی۔ ان سے سخت باز پرس کی جائیگی۔

(۴) جناب مولوی محمد جان صاحب ناظر اعلیٰ حلقہ شمالی کی نو ماہ کی رخصت قائد تنظیم صاحب نے منظور فرمائی ہیں اور ان کی جگہ دو ماہ کے لئے شیخ عبدالعزیز صاحب تہذیب کو قائم مقام ناظر اعلیٰ حلقہ شمالی مقرر کیا جاتا ہے۔

(بقیہ ملاحظیات انصاف)

معائنہ کیا۔ اور بعض خامیوں کو دود کرنے کی کوشش کی گئی۔

حضرت صاحبزادہ محمد فخر الزمان صاحب قائد اعظم نے کوٹاٹ میں ۲۹ اگست سے یکم ستمبر تک چار تہہ پیر فی ماٹیں آپ کی تبلیغ کے زیر اثر کئی خاکسار تائب ہوئے۔ فقیر محمد صاحب سالار خاکسار ان نے بھی مشرقی عقائد سے ہزاری کا اعلان کیا۔ کوٹاٹ میں فوج محمدی کے انصار میں چالیس اشتیاق شالی ہوئے

تنازعات کے فیصلے

مجلس مرکزیہ حزب الانصار بھیرہ قائم کردہ دارالقضاء میں شرعی فیصلہ شرعی طریقہ سے مکمل تحقیقات کے بعد صادر ہوتے رہتے ہیں۔ فوج محمدی کی جماعتیں جہاں جہاں قائم ہیں۔ وہاں بھی یہ سلسلہ جاری ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے جملہ تنازعات کا فیصلہ شریعت کے مطابق کسی مستند عالم سے کرایا کریں۔

چک ملائیں سلیمان ولد زمان اوان اور شیر محمد ولد عثمان اوان کے درمیان غناہ و خصومت ترقی پذیر تھی۔ ہر دو خاندان تباہی و بربادی کے کنارہ پر تھے۔ فوج محمدی کے ۳۵ انصار نے جمع ہو کر ان کے گھروں میں جا کر مصالحت پر مجبور کیا۔ الحمد للہ کہ انصار کی مساعی کامیاب ہوئیں۔ اور ان کے تنازعات ختم ہو چکے ہیں۔ اور دونوں خاندان باہم شہد و شکر کی طرح متحد ہو گئے ہیں۔

موجہ صنلے میانوالی میں صاعۃ ۵۵۲ زیر رہن اراضیات وسیعہ فارغٹ روپیہ زیورات طلائی و کچھ پارچات کے ایک تنازعہ کا شرعی فیصلہ حضرت صاحبزادہ محمد فخر الزمان صاحب قائد اعظم نے احسن طریق سے فرما دیا۔ جو فریقین نے خوشی تسلیم کر کے اس پر عملدرآمد کر لیا۔ موجہ میں حضرت ممدوح کی دو تقاریر ہوئیں اور فوج محمدی کی جماعت کو منظم کیا گیا۔ حضرت صاحبزادہ محمد زین الدین صاحب قائد اعظم کے پاس بھی کئی اہم مقدمات برائے فیصلہ پیش ہو چکے ہیں۔

مسلم مستورات اور خرید و فروخت

حزب الانصار عرصہ سے مسلمانوں کو تجارت کی طرف راغب کرنے کے لئے کوشش کر رہی ہے۔ اس سلسلہ

میں دیہات کی مسلمان عورتوں کو بازاروں میں خرید و فروخت سے باز رکھنے کے لئے ایک مہم کا آغاز کرنا پڑا کیونکہ جگہ ناکافی بھی ہوتی۔ مگر الحمد للہ کہ علاقہ بار کے اکثر دیہات خصوصاً کوٹ موہن۔ لیپانی۔ سجن وغیرہ میں یہ تحریک کامیاب ہو چکی ہے۔ چک ملائیں لائل پور میں فوج محمدی کی جماعت نے بھی مسلم عورتوں کو بازاروں میں جانے سے روک دیا ہے۔ اس کے لئے فوج محمدی کے انصار مبارک باد کے لائق ہیں۔

ٹیکسلہ کا جلسہ مشاورت مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۳۸۶ بمقام ٹیکسلہ ارکان

ادارہ کا اہم جلسہ مشاورت منعقد ہوا۔ حکومت ہند کے جدید اعلان کے تحت دستور العمل میں اہم تبدیلیاں کی گئیں۔ جدید دستور العمل زیر طبع ہے۔ فوج محمدی کی تمام جماعتیں بہت جلد جدید دستور العمل ادارہ سے طلب کریں۔ سابقہ دستور العمل منسوخ سمجھا جائے۔

جلسہ میں تبلیغی کمیٹی کے لئے لائحہ عمل مرتب ہوا۔ ۲۶ و ۲۷ رجب ان کو مکھڑ میں پہلا تبلیغی کیمپ منعقد ہوگا۔

ادارہ عالیہ محمدیہ۔ بھیرہ

احکام و ہدایات

(۱) جن جماعتوں نے ابھی تک انصار کی مکمل فہرست ارسال نہیں کی۔ وہ بہت جلد فہرست ادارہ کے نام ارسال کریں۔ اور ہر انصاری سے ۲۰ روپہ رعایت فراہم کر کے دفتر بیت المال فوج محمدی ترنگ صنلے میانوالی میں ارسال کریں۔

(۲) جدید انصار بھرنی کرنے کے لئے اقرار نامہ کے نمونہ فارم دفتر ادارہ سے مل سکتے ہیں جس قدر ضرورت ہو۔ آٹھ آد سینکڑہ کے حساب سے طلب کریں۔ (باقی برص ۳۵)